علم غیب پر چند سوال

از

ابو شہریار

2020

www.islamic-belief.net

اس کتاب کو صرف تعلیمی مقاصد کے تحت شائع کیا گیا ہے

پہلی اشاعت ۲۰۲۰

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اس کتاب یا اس کے اجزاء کو کسی اور شکل میں شائع کرنے کو اجازت نہیں ہے—اس کتاب کی فروخت سخت ممنوع ہے

First Published in 2020

ALL RIGHTS RESERVED

No part of this work may be reproduced or used in any form or by any means – graphic, electronic, or mechanical, including photocopying, recording, taping, web distribution, or information storage retrieval systems – without the written permission of the publisher.

www.islamic-belief.net

فہرست

پیش لفظ 5

غیب پر شرح و وضاحت 8

عالم غیب یا الغیب کی تعریف ؟ 8

الغیب کا علم کسی کو نہیں؟ 10

کیا قرآن ابھی بھی الغیب میں سے ہے یا نہیں؟ 11

نباء الغیب 12

اشکال: اگر فرشتے غیب میں ہیں تو الغیب سے واقف کیسے نہیں ہو سکتے ؟ 14

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کون و مکان کا عطا کیا جانا 15

حوران بہشت کی غیب دانی 26

علی کی غیب دانی 28

اللہ کا علم اور سائنسی آلات کی رسائی 37

جنات اور کاہنوں کا گٹھ جوڑ 40

ابن صیاد کا قلب النبی میں خیال کردہ سورت کا جان لینا 40

علم رمل اللہ تعالی نے نازل کیا ہے ؟ 46

لکیروں کا مقصد 48

نبی کون تھے ؟ 48

شروحات 49

اشکال جانور غیب دیکھ سکتے ہیں ؟ 53

علم جفر اور اہل بیت النبی 55

جادو گر کو معلوم ہوتا ہے خزانہ کہاں دفن ہے ؟..............................62

قبر پر چلہ کے فوائد..63

غیر مرئی مخلوقات دیکھ پانا..71

پیش لفظ

اسلامی معاشرہ وفات النبی کے تین سو سال بعد وہ نہیں رہا تھا جس کا ذکر قرآن و حدیث میں ہے بلکہ اس میں دیگر افکار و باطنی علوم کو مشرف با اسلام کر کے جدید ناموں سے قبول کر لیا گیا تھا- وہ مسائل جن سے انسان مکمل واقف نہیں ہو پاتے تھے، ان کے حل کے لئے سحر و کاہن سے رجوع کیا جاتا تھا جن کو پیر یا عامل کہا جاتا تھا-

خفیہ علوم میں علم جفر، علم رمل وغیرہ باقاعدہ سیکھے جاتے تھے اور آج تک یہ جاری ہے- اس طرح سحر و کہانت اور جادو گری کا نام بدل کر بزنس جاری و ساری رہے—ان علوم کو حاصل کرنے کی ضرورت صرف محبوبہ کو حاصل کرنا نہیں تھا بلکہ چور کا پتا لگانا، مدفون خزانہ تلاش کرنا، جنات سے مدد لے کر اولاد کے لئے آنے والے رشتہ شادی کے متمنی کے بارے میں معلومات حاصل کرنا بھی ہوتا تھا- سو سال قبل پولیس کا محکمہ اس قدر سائنس سے واقف بھی نہیں تھا- ایک عام آدمی ان علوم کو حاصل کرتا تھا اس طرح خفیہ یا

Occult

علوم کو حاصل کرنے کا مقصد صرف کالا علم نہیں سمجھا جاتا تھا- الذہبی نے اپنی کتاب التفسیر والمفسرون میں ایک عرب شاعر أبو العلاء أحمد بن عبد الله بن سليمان القضاعي التنوخي المعري (363 هـ - 449 هـ) کا شعر لکھا ہے کہ

لقد عجبوا لأهل البيت لما أروهم علمهم فى مسك جفر

ومرآة المنجم وهى صغرى أرته كل عامرة وقفر

میں اہل بیت سے حیران ہوا جب انہوں نے جفر کو چھو کر علم کا بیان کیا

اور مرآۃالمنجم اس میں ادنی ہے جو ہر آ باد و درویش کے لئے کار گر ہے

بازاروں میں ان اشعار کو سنایا جاتا تھا اور طرح کھلے الفاظ میں سحر کو اہل بیت النبی سے منسوب کیا جاتا تھا-اس کے علاوہ یہ بھی بیان کیا جاتا کہ بنی اسرائیل کے علماء بھی ان علوم سے واقف تھے - دوسری طرف قرآن سورہ بقرہ میں علمائے بنی اسرائیل ،اسیر ان بابل کو گمراہ قرار دیا گیا ہے کہ یہ وہاں میں سحر میں مبتلا تھے—سحر پر دنیا کی قدیم کتب عبرانی میں ہیں اور مسلمان ساحرین کی کتب میں درج ہے کہ جنات عربی یا عبرانی یا کلدانی میں کلام کرتے ہیں-اسی کو سمجھ پاتے ہیں لہذا ناموں کو اس میں لکھا جاتا تھا

یونانی و صابئی کہتے تھے کہ ہر چیز میں روح ہے—اجرام فلکی بھی انسان پر اثر کرتے ہیں جن کو سبعہ اجرام کہا جاتا ہے-کیونکہ انسان جب جنت سے نکل کر زمین پر آ رہا تھا تو اس نے سات افلاک کو پار کیا-ہر مقام پر اس کی روح و تعقل کا اثر ان افلاک میں رہ گیا-انسان سے پہلے جنات اس زمین پر موجود تھے- شیاطین کے نزدیک زمین ان کے رہنے کی جگہ ہے، یہ انسان ہے جس کو خواہ مخواہ یہاں بھیج دیا گیا ہے اور انسان اس کرہ میں دخل در معقولات کر رہا ہے-

علم غیب کے حوالے سے مسلمانوں میں اشکالات یہود کی وجہ سے ہیں- نصرانیت کا اثر یہاں کم ہے—یہود کے نزدیک جنات کا کوئی وجود نہیں ہے بلکہ انسان سے اوپر سب فرشتے ہیں—ان میں اچھے فرشتے ہیں اور ھبوط شدہ فرشتے

Fallen Angels

ہیں، جن سے مدد لی جاسکتی ہے- ابلیس بھی یہود کے نزدیک ایک فرشتہ ہے اور فرشتوں سے مدد لی جاسکتی ہے—ان کو پکارا جا سکتا ہے-چونکہ فرشتے اس

Dimension

جہت میں ہیں جس تک ہم کو رسائی نہیں ہے لہذا وہ غیب سے واقف ہیں—فرشتوں (شیطان) سے مدد لی جاسکتی ہے-انہی کو تلمود میں اشخاص روحانیہ

Spiritual Beings

کہا گیا ہے جو انسانوں کو بتا سکتے ہیں خزانہ کہاں ہے وغیرہ-

قرآن میں ان عقائد کو رد کر کے صحیح عقیدہ و حقیقت بیان کی گئی ہے کہ جنات ، فرشتے نہیں ہیں-

اس کتاب میں احادیث پیش کی جائیں گی ، جن کی سند صحیح ہے لیکن متن قرآن سے مطابقت نہیں رکھتا - محدثین نے علم غیب کے حصول کے حوالے سے متعلق روایات کو صحیح قرار دیا ہے - ہمارا ان روایات پر غور کرنا ضروری ہے تاکہ صحیح و غلط کی تمیز اپنی نسلوں کو منتقل کر سکیں ورنہ انہی روایات کی غلط تعبیر سے آپ کی اولاد و نسلیں کفر پر جا سکتی ہیں—

ابو شہریار

۲۰۲۰

غیب پر شرح و وضاحت

عرف عام میں غیب کی تعریف کی جاتی ہے کہ غیب وہ ہے جو چھپا ہوا ہے اور پانچ حواس سے ان تک پہنچا نہیں جا سکتا ہو ــ غیب کی یہ تعریف کرنا کہ غیب وہ ہے جو نظر نہیں آتا ، محسوس نہیں کیا جا سکتا ،ایک محدود تعریف ہے اور یہ تعریف مکمل غیب کی وضاحت نہیں کرتی ،جس کا ذکر قرآن میں ہے - قرآن میں وارد بعض الفاظ کا درست مدعا جاننا ضروری ہے اور وہ ہیں

الغیب ، بالغیب ، علم الغیب ، نباء الغیب

عالم غیب یا الغیب کی تعریف ؟

عام انسان کی نظر سے بہت کچھ اوجھل ہے مثلا ہم جنات کو ،فرشتوں کو نہیں دیکھ پاتے - ہم سے اوپر عالم جنات ہے - جنات ہم کو دیکھ سکتے ہیں ، اور فرشتوں کو بھی دیکھ سکتے ــ ابلیس ، فرشتوں کو دیکھ سکتا ہے اس کی دلیل یہ آیت ہے جس میں ابلیس مشرکین مکہ سے کہتا ہے [اِنِّیۡۤ اَرٰی مَا لَا تَرَوۡنَ **میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے** (سورہ انفعال ۴۸)]- حدیث میں ہے کہ شیاطین آسمان پر جاتے ہیں فرشتوں کی سن گن لیتے ہیں یعنی وہ ان کے قریب تک چھپ کر جاتے ہیں- پھر جیسے ہی فرشتے چوکنہ ہوتے ہیں وہ شیاطین پر آگ و دھواں پھینکتے ہیں -

الغیب کے حوالے سے مفسرین نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قول منسوب کیا ہے- تفسیر بغوی میں ہے

.قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْغَيْبُ هَاهُنَا كُلُّ مَا أُمِرتَ بِالْإِيمَانِ بِهِ فِيمَا غَابَ عَنْ بَصَرِكَ من الْمَلَائِكَةِ وَالْبَعْثِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالصِّرَاطِ وَالْمِيزَانِ

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ الغیب وہ ہے جس پر ایمان لانا ہے جو نظروں سے اوجھل ہے، فرشتے، بعث، جنت، جہنم، صراط، میزان

محققین کہتے ہیں ان کی سند تفسیر طبری میں اس طرح ہے

حدثني موسى بن هارون، قال: حدثنا عمرو بن حماد، قال: حدثنا أسباط، عن السُّدّيّ في خبر ذكره، عن أبي مالك، وعن أبي صالح، عن ابن عباس - وعن مُرّة الهَمْداني، عن ابن مسعود، وعن ناس من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم،"بالغيب": أما الغيْبُ فما غابَ عن العباد من أمر الجنة وأمرِ النار، وما ذكر الله تبارك وتعالى في القرآن. لم يكن تصديقهُم بذلك -يعني المؤمنين من العرب- من قِبَل أصْل كتابٍ أو عِلْمٍ كان عندَهم

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا "بالغیب" سے مراد وہ ہے جو بندوں سے اوجھل ہے جنت و جہنم اور وہ جو اللہ نے قرآن میں ذکر کیا ، جن کی تصدیق عرب مومنوں کے لئے قرآن سے قبل ممکن نہیں تھی

ابن عباس و ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے منسوب یہ قول ضعیف سند سے ہے - سند میں السدی اور اسباط ضعیف ہیں - قرآن میں بیان کردہ مخلوقات جو انسان سے ابھی اوجھل ہے وہ سب **بالغیب** میں ہے یعنی مومن اس سب پر ایمان لاتے ہیں جو ہماری نظر سے چھپا ہوا ہے لیکن اللہ تعالی نے بیان کر دیا ہے - اسی طرح وہ اللہ پر بھی ایمان لاتے ہیں کیونکہ وہ بھی ظاہر نہیں ہے -

مومن غیب پر ایمان لاتا ہے یعنی جو بھی اللہ نے بیان کیا لیکن ہم کو نظر نہیں آتا - اس میں جنات و شیطان کے وجود کا اقرار بھی ہے

الغیب کا علم کسی کو نہیں ؟

قرآن میں ہے کہ زمین و آسمان کا الغیب کسی کو معلوم نہیں سوائے اللہ تعالی کے - اس طرح مخلوقات میں کسی کو غیب کا علم نہیں ہے — سورہ النمل میں ہے

قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ

کہو آسمانوں اور زمین کا الغیب سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا

الغیب کائنات کی تخلیق، اس کی ساخت، جنت و جنہم کی تخلیق و ساخت، مخلوقات کی تخلیق کا راز ہے، جو اللہ تعالی نے نہ کسی نبی کو دیا ہے، نہ رسول مرسل کو نہ کسی فرشتے کو، نہ کسی ولی اللہ کو، نہ جنات کو — فرشتے خود قرآن کے مطابق یہ کہتے ہیں کہ وہ الغیب سے واقف نہیں ہیں -

سورہ انعام میں ہے

وَعِنْدَه مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ (59)

اور اسی کے پاس الغیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور جانتا ہے جو کچھ زمین میں اور دریا میں ہے، اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی

جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ہے مگر یہ سب کچھ کتاب روشن میں ہیں۔

کیا قرآن ابھی بھی الغیب میں سے ہے یا نہیں؟

قرآن ، توریت ، زبور ، انجیل یہ تمام کلام اللہ ہیں اور علم اللہ میں سے ہیں - یہ ایک دور تک غیب میں تھیں ، اب یہ کتب غیب نہیں عام کر دی گئی ہیں - نزول الوحی پر انبیاء کا کنٹرول نہیں تھا - قرآن سورہ یونس میں ہے

(20) وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ

اور کہتے ہیں اس پر اس کے رب سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری ، سو تو کہہ دے کہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے سو تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

اللہ تعالی کے علم تک رسائی کسی مخلوق کو نہیں اور جو علم وہ کسی کو دے دے وہ اب غیب نہیں مثلا ایک وقت تھا جب قرآن جو اللہ کا علم و کلام ہے صرف اسی کو معلوم تھا (اس وقت غیب تھا) ، پھر اللہ تعالی نے اس کو لوح محفوظ میں درج کیا اور فرشتوں کو علم ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو علم ہوا اور ہم کو علم ہوا - اس طرح انسانیت کو جو آیات اللہ معلوم نہ تھیں وہ معلوم ہو گئیں - اس طرح جو غیب تھا وہ منصہ شہود پر آیا - اب یہ الغیب نہ رہا -

نباء الغیب

قرآن میں مریم علیہ السلام کے حوالہ سے درج ہے

ذَلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ

یہ غیب کی خبروں میں سے ہے ، جو ہم نے تم پر الوحی کی ہے – تم ان کے پاس نہ تھے جب یہ اقلام ڈال رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کی کفالت کرے گا اور نہ تم ان کے ساتھ تھے جب یہ لڑ رہے تھے

جب وہ واقعہ ہوا تو اس وقت شہود تھا- زکریا علیہ السلام اور ربانی اہل کتاب آپس میں لڑ رہے تھے کہ کون مریم کی کفالت کرے گا- اس روز یہ غیب میں سے نہیں تھا- منصہ شہود پر رونما ہو رہا تھا- پھر ان لوگوں کی وفات کے بعد اس واقعہ کی یادداشت فنا ہوئی اور یہ واقعہ غیب بن گیا- فرشتوں کو، جنات کو، انسانوں کو یاد نہ رہا- صرف اللہ تعالی کے علم میں رہا- اس وجہ سے اس قسم کی سابقہ نبیوں کی خبروں کو غیب کی خبر کہا جاتا ہے- سورہ النساء میں ہے

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَـهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُـمْ اَنْ
يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُـمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَىْءٍ
ۚ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ
تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (113)

اور اگر تجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان میں سے ایک گروہ نے تمہیں غلط فہمی میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا، حالانکہ وہ اپنے سوا کسی کو غلط فہمی میں مبتلا نہیں کر سکتے تھے اور وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے، اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور تجھے وہ باتیں سکھائی ہیں جو تو نہ جانتا تھا، اور اللہ کا تجھ پر بہت بڑا فضل ہے۔

سیرت ابن ہشام کا پہلا واقعہ دیکھیے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی تھی تو زید بن اللُّصَیت نے کہا تھا

يَزْعَمُ مُحَمّدٌ أَنّهُ يَأْتِيهِ خَبَرُ السّمَاءِ وَهُوَ لَا يَدْرِي أَيْنَ نَاقَتُهُ   سیرت ابن ہشام ج 2 ص 21

کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ آسمانوں کی خبریں ان کے پاس آتی ہیں اور انہیں یہ پتا نہیں کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

.وَإِنّي وَاللّهِ مَا أَعْلَمُ إلّا مَا عَلّمَنِي اللّهُ وَقَدْ دَلّنِي اللّهُ عَلَيْهَا ، فَهِيَ فِي هَذَا الشّعْبِ ، قَدْ حَبَسَتْهَا شَجَرَةٌ بِزِمَامِهَا

میں، واللہ، جو اللہ بتاتا ہے بس وہی جانتا ہوں - مجھے اللہ نے بتایا ہے کہ فلاں گھاٹی میں درخت سے اس اونٹنی کی نکیل پھنسی ہوئی ہے

اسلامی فرقوں میں سے بعض یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگرچہ علم غیب اللہ کے ساتھ مختص ہے لیکن بعض مصلحتوں کی بناء پر اللہ تعالی اپنے بعض خاص بندوں کو یہ علم عطا کرتا ہے مثلا شیعہ کہتے ہیں ائمہ اہل بیت کو اور سنی گمراہ فرقے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم دیا جا چکا تھا-

اشکال: اگر فرشتے غیب میں ہیں توالغیب سے واقف کیسے نہیں ہو سکتے ؟

جادو میں مخفی و غیبی مخلوق سے مدد لی جاتی ہے- یہود کے نزدیک فرشتے غیب میں ہیں اور جو جہاں ہوتا ہے وہاں سے واقف ہوتا ہے، لہذا فرشتے غیب سے واقف ہیں-یہ دعوی یہودی صوفیوں کا ہے، جن کو

KABBALIST JEWS

کہا جاتاہے-مدینہ کے دور نبوی کے یہودی بھی بعض اسی قماش کے تھے- اسی وجہ سے انہوں نے مدینہ میں ذکر کیاکہ فرشتوں نے ہم کو جادو سکھایا ہے، یہ منزل من اللہ علم ہے- قرآن، سورہ بقرہ میں ذکر کیا گیاکہ بابل میں جادو فرشتوں نے سکھایا تھا لیکن یہ اس دور میں اللہ تعالی کا خاص حکم تھا، آزمائش کے تحت تھا-قرآن میں ہے کہ اس اس علم کو حاصل کرنا کفر ہے اور حدیث میں ہے کہ جادو میں شیطان کی مدد حاصل کی جاتی ہے، فرشتوں کی نہیں- فرشتے انسان سے چھپے ہوئے ہیں لیکن فرشتے بھی کہتے ہیں کہ وہ غیب سے واقف نہیں ہیں-اس کا مطلب ہے کہ الغیب وہ ہے جو مزید مخفی ہے فرشتوں سے بھی چھپا ہوا ہے-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کون و مکان کا عطا کیا جانا

فرقے کہتے ہیں کہ مکی دور میں آیات نازل ہوئیں کہ کہہ دو میں نفس کے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اگر عالم الغیب ہوتا تو خیر جمع کر لیتا- بریلوی کہتے ہیں کہ بعد میں مدینہ میں علم غیب عطا کر دیا گیا- اس کو یہ علم غیب عطائی کہتے ہیں- مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " أَتَانِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ اللَّيْلَةَ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ – أَحْسِبُهُ يَعْنِي فِي النَّوْمِ – فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا " قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ، حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ – أَوْ قَالَ: نَحْرِي – فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، يَخْتَصِمُونَ فِي الْكَفَّارَاتِ وَالدَّرَجَاتِ، قَالَ: وَمَا الْكَفَّارَاتُ وَالدَّرَجَاتُ؟ قَالَ: الْمُكْثُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ، وَالْمَشْيُ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَإِبْلَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَارِهِ، وَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ، وَمَاتَ بِخَيْرٍ، وَكَانَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، وَقُلْ يَا مُحَمَّدُ إِذَا صَلَّيْتَ: اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً، أَنْ تَقْبِضَنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ، قَالَ: وَالدَّرَجَاتُ: بَذْلُ الطَّعَامِ، وَإِفْشَاءُ السَّلَامِ، وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ "

ترمذی ح ۳۲۳۴ میں سند میں ابو قلابہ اور ابن عباس کے درمیان خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ . صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِي رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ رَبِّ لَا أَدْرِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ وَالْكَفَّارَاتِ وَفِي نَقْلِ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ فِي الْمَكْرُوهَاتِ وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَمَنْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

جامع ترمذی: کتاب: قرآن کریم کی تفسیر کے بیان میں باب: سورہ ص سے بعض آیات کی تفسیر

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم نے فرمایا: میرا رب بہترین صورت میں آیا اور اس نے مجھ سے کہا: محمد- میں نے کہا: میرے رب میں تیری خدمت میں حاضر و موجود ہوں، کہا: اونچے مرتبے والے فرشتوں کی جماعت کس بات پر جھگڑ رہی ہے؟ میں نے عرض کیا: رب میں نہیں جانتا، (اس پر) میرے رب نے اپنا دست شفقت و عزت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنی چھاتیوں کے درمیان محسوس کی، اور مجھے مشرق و مغرب کے درمیان کی چیزوں کا علم حاصل ہو گیا، (پھر) کہا: محمد میں نے عرض کیا: رب میں حاضر ہوں، اور تیرے حضور میری موجودگی میں —میں نے کہا: انسان کا درجہ و مرتبہ بڑھانے والی اور گناہوں کو مٹانے والی چیزوں کے بارے میں تکرار کر رہے ہیں، جماعتوں کی طرف جانے کے لیے اٹھنے والے قدموں کے بارے میں اور طبیعت کے نہ چاہتے ہوئے بھی مکمل وضو کرنے کے بارے میں۔ اور ایک صلاۃ پڑھ کر دوسری صلاۃ کا انتظار کرنے کے بارے میں، جو شخص ان کی پابندی کرے گا وہ بھلائی کے ساتھ زندگی گزارے گا، اور خیر (بھلائی) ہی کے ساتھ مرے گا، اور اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک وصاف ہو جائے گا جس دن کہ ان کی ماں نے جنا تھا، اور وہ گناہوں سے پاک وصاف تھا"۔ امام ترمذی کہتے ہیں: —یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے

البانی کتاب ظلال الجنتہ فی تخریج السنۃ میں یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ خواب کا ہے

قد روى معاذ بن هشام قال: حدثنى أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلابَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلاجِ عن عبد الله بن عباس مرفوعا بلفظ: "رأيت ربي عز وجل فقال: يا محمد فيم يختصم الملأ الأعلى.." الحديث. أخرجه الآجري ص 496 وأحمد كما تقدم 388 فالظاهر أن حديث حماد بن سلمة مختصر من هذا وهي رؤيا منامية

اس کو معاذ بن ہشام قال: حدثنی اِبِی عَنْ قتَادَةَ عَنْ اِبِی قِلابَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجلاج عن عبد اللہ بن عباس کی سند سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے رب عز وجل کو دیکھا اس نے پوچھا الملأ الأعلی کیوں لڑ رہے ہیں؟ اس کی تخریج کی ہے الآجری اور احمد نے جیسا کہ گزرا ہے پس ظاہر ہے کہ حماد بن سلمہ کی حدیث مختصر ہے اور یہ دیکھنا نیند میں ہے

اس کے برعکس شعیب الأرنؤوط مسند احمد میں اس پر حکم لگاتے ہیں

إسناده ضعيف، أبو قلابة- واسمه عبد الله بن زيد الجرمي- لم يسمع من ابن عباس، ثم إن فيه اضطراباً

اس کی اسناد ضعیف ہیں –إبو قلابة- جس کا نام عبد اللہ بن زید الجرمی ہے اس کا سماع ابن عباس سے نہیں ہے پھر اس روایت میں اضطراب بہت ہے

راقم کہتا ہے جامع الترمذی کی روایت بھی صحیح نہیں ہے: کتاب جامع التحصیل از العلائی کے مطابق خالد کی ملاقات ابن عباس سے نہیں ہے ان سے مرسل روایت کرتا ہے

خالد بن اللجلاج العامري ذكره الصغاني فيمن اختلف في صحبته وهو تابعي يروي عن أبيه وله صحبة وفي التهذيب لشيخنا أنه يروي عن عمر وابن عباس مرسلا ولم يدركهما

الذھبی تاریخ الاسلام میں اس کے لئے کہتے ہیں

وَقَدْ أَرْسَلَ عَنْ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ.

عمر اور ابن عباس سے یہ ارسال کرتا ہے

اسی طرح اس میں قتادہ مدلس ہے جو عن سے روایت کر رہا ہے

ان علتوں کی بنا پر یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے لیکن بریلوی و سلفی فرقوں میں اس روایت سے الگ الگ مسائل میں دلیل لی جاتی ہے۔ بریلوی کہتے ہیں رسول اللہ کو علم غیب ملا اور سلفی کہتے ہیں انہوں نے اپنے رب کو دیکھا

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منسوب بھی ایک روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، حَدَّثَنَا جَهْضَمٌ يَعْنِي الْيَمَامِيَّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ وَهُوَ زَيْدُ بْنُ سَلَّامِ بْنِ أَبِي سَلَّامٍ نَسَبُهُ إِلَى جَدِّهِ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَائِشٍ الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ يَخَامِرَ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ: احْتَبَسَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى كِدْنَا نَتَرَاءَى قَرْنَ الشَّمْسِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيعًا، فَثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ وَصَلَّى وَتَجَوَّزَ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ. قَالَ: " كَمَا أَنْتُمْ عَلَى مَصَافِّكُمْ كَمَا أَنْتُمْ (2) ". ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَيْنَا. فَقَالَ: " إِنِّي سَأُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِي عَنْكُمُ الْغَدَاةَ إِنِّي قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِي فَنَعَسْتُ فِي صَلَاتِي حَتَّى اسْتَيْقَظْتُ، فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ. فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَتَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي يَا رَبِّ. قَالَ: يَا مُحَمَّدُ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي رَبِّ، قَالَ: يَا مُحَمَّدُ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي يا رَبِّ ، فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ صَدْرِي فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: فِي الْكَفَّارَاتِ. قَالَ: وَمَا الْكَفَّارَاتُ؟ قُلْتُ: نَقْلُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجُمُعَاتِ، وَجُلُوسٌ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ، وَإِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عِنْدَ الْكَرِيهَاتِ. قَالَ: وَمَا الدَّرَجَاتُ؟ قُلْتُ: إِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَلِينُ الْكَلَامِ، وَالصَّلَاةُ وَالنَّاسُ نِيَامٌ. قَالَ: سَلْ. قُلْتُ: اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي، وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ، وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلَى حُبِّكَ ". وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوهَا وَتَعَلَّمُوهَا

معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں رات کو اٹھا، میں نے وضو کیا اور نماز پڑھی جتنی میرے مقدر میں تھی پھر مجھے نماز میں اونگھ آ گئی۔ اچانک میں نے اپنے رب کو سب سے اچھی صورت میں دیکھا۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا حتی کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی اور فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ ہر چیز مجھ پر تجلی کی اور میں ان کو جان گیا

البانی نے اس کو بھی صحیح کہہ دیا ہے جبکہ دار قطنی علل ج ٦ ص ٥٤ میں اس روایت پر کہتے ہیں

وسئل عن حديث مالك بن يخامر عن معاذ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال رأيت ربي في أحسن صورة فقال لي يا محمد فيم يختصم الملا الاعلى الحديث بطوله فقال .... قال ليس فيها صحيح وكلها مضطربة

اس کی کوئی سند صحیح نہیں تمام مضطرب ہیں

شعیب الأرنؤوط مسند احمد میں اس روایت پر کہتے ہیں

ضعيف لاضطرابه اضطراب کی بنا پر ضعیف ہے

ابن حجر کتاب "النكت الظراف 38/4 میں کہتے ہیں

.هذا حديث اضطرب الرواةُ في إسناده، وليس يثبت عن أهل المعرفة

اس حدیث کی اسناد میں اضطراب ہے اور یہ اہل معرفت کے ہاں ثابت نہیں ہیں

کتاب إبطال التأويلات لأخبار الصفات میں القاضي أبو يعلى ، محمد بن الحسين بن محمد بن خلف ابن الفراء (المتوفى : 458هـ) کہتے ہیں

وقوله: " فيم يختصم الملأ الأعلى " وقد تكلمنا عَلَى هَذَا السؤال فِي أول الكتاب فِي قوله: " رأيت ربي " فإن قِيلَ: هَذَا الخبر كان رؤيا منام، والشيء يرى فِي المنام عَلَى خلاف مَا يكون

اور قول کس پر الملأ الأعلى جھگڑا کر رہے ہیں ؟ اور اس سوال پر ہم نے اس کتاب کے شروع میں کلام کیا ہے کہ اگر کہیں کہ یہ خبر نیند کا خواب ہے اور یا چیز جو نیند میں دیکھی تو یہ اس کے خلاف ہے جو کہا گیا

القاضی ابو یعلی کے مطابق یہ سب معراج پر ہوا نہ کہ نیند میں

اس کے برعکس ابن تیمیہ نے منہاج السنہ میں موقف لیا کہ یہ نیند میں ہوا

وَإِنَّمَا الرُّؤْيَةُ فِي أَحَادِيثَ مَدَنِيَّةٍ كَانَتْ فِي الْمَنَامِ كَحَدِيثِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: " «أَتَانِي الْبَارِحَةَ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ» " إِلَى آخِرِهِ، فَهَذَا مَنَامٌ رَآهُ فِي الْمَدِينَةِ، * وَكَذَلِكَ مَا شَابَهَهُ كُلُّهَا كَانَتْ فِي الْمَدِينَةِ فِي الْمَنَامِ

اور یہ دیکھنا نیند میں تھا جو مدینہ کی احادیث ہیں جیسے معاذ بن جبل کی حدیث کل میرا رب اچھی صورت میرے پاس آیا آخر تک تو یہ نیند میں دیکھا تھا مدینہ میں اور اسی طرح روایات ہیں جو مدینہ میں نیند میں ہیں

یعنی ۵۰۰ صدی ہجری کے بعد حنابلہ کا ان روایات پر اختلاف ہوا کہ یہ نیند میں دیکھا تھا یا معراج پر- ان مخصوص روایات کو ابن تیمیہ نے خواب قرار دیا

ابن تیمیہ کے ہم عصر امام الذھبی سیر الاعلام النبلاء میں اس قسم کی ایک روایت (رأيت ربي جعدا أمرد عليه حلة خضراء میں نے اپنے رب کو بغیر داڑھی مونچھ مرد کی صورت سبز لباس میں دیکھا) پر لکھتے ہیں

أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مُحَمَّدٍ الفَقِيْهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الفَتْحِ المَنْدَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ بنِ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا جَدِّي؛ أَبُو بَكْرٍ البَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ (الصِّفَاتِ) لَهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ المَالِيْنِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ عَدِيٍّ، أَخْبَرَنِي الحَسَنُ بنُ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا

أَسْوَدُ بنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: (رَأَيْتُ رَبِّي -يَعْنِي: فِي المَنَامِ- ...) وَذَكَرَ الحَدِيْثَ . وَهُوَ بِتَمَامِهِ فِي تَأْلِيفِ البَيْهَقِيِّ، وَهُوَ خَبَرٌ مُنْكَرٌ – نَسْأَلُ اللهَ السَّلاَمَةَ فِي الدِّيْنِ – فَلاَ هُوَ عَلَى شَرْطِ البُخَارِيِّ، وَلاَ مُسْلِمٍ، وَرُوَاتُهُ – وَإِنْ كَانُوا غَيْرَ مُتَّهَمِيْنَ – فَمَا هُمْ بِمَعْصُوْمِيْنَ مِنَ الخَطَأِ وَالنِّسْيَانِ، فَأَوَّلُ الخَبَرِ: قَالَ: (رَأَيْتُ رَبِّي) ، وَمَا قَيَّدَ الرُّؤْيَةَ بِالنَّوْمِ، وَبَعْضُ مَنْ يَقُوْلُ: إِنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- رَأَى رَبَّهُ لَيْلَةَ المِعْرَاجِ يَحْتَجُّ بِظَاهِرِ الحَدِيْثِ. وَالَّذِي دَلَّ عَلَيْهِ الدَّلِيْلُ عَدَمُ الرُّؤْيَةِ مَعَ إِمْكَانِهَا ، فَنَقِفُ عَنْ هَذِهِ المَسْأَلَةِ، فَإِنَّ مِنْ حُسْنِ إِسْلاَمِ المَرْءِ تَرْكُهُ مَا لاَ يَعْنِيْهِ، فَإِثْبَاتُ ذَلِكَ أَوْ نَفْيُهُ صَعْبٌ، وَالوُقُوْفُ سَبِيْلُ السَّلاَمَةِ – وَاللهُ أَعْلَمُ -. وَإِذَا ثَبَتَ شَيْءٌ، قُلْنَا بِهِ، وَلاَ نُعَنِّفُ مَنْ أَثْبَتَ الرُّؤْيَةَ لِنَبِيِّنَا -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِي الدُّنْيَا، وَلاَ مَنْ نَفَاهَا، بَلْ نَقُوْلُ: اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، بَلَى نُعَنِّفُ وَنُبَدِّعُ مَنْ أَنْكَرَ الرُّؤْيَةَ فِي الآخِرَةِ، إِذْ رُؤْيَةُ اللهِ فِي الآخِرَةِ ثَبَتَ بِنُصُوْصٍ مُتَوَافِرَةٍ.

بیہقی نے کتاب الصفات میں روایت کیا.... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو نیند میں دیکھا.. اور حدیث ذکر کی اور یہ مکمل بیہقی کی تالیف میں ہے اور یہ خبر منکر ہے – ہم اللہ سے اس پر سلامتی چاہتے ہیں پس نہ تو یہ بخاری کی شرط پر ہے نہ مسلم کی شرط پر ہے اور اگر یہ سب غیر الزام زدہ ہوں بھی تو یہ خطاء ونسیان سے کہاں معصوم ہیں؟ اب جو پہلی خبر ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں نے اپنے رب کو دیکھا – اس میں نیند کی کوئی قید نہیں ہے اور بعض نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو معراج کی رات دیکھا اس حدیث کے ظاہر سے دلیل لیتے ہوئے – پر رویت نہیں ہے اس کا امکان ہے جو اس دلیل میں ہے – پس ہم جانتے ہیں کہ اس مسئلہ میں کہ اسلام کا حسن ہے کہ آدمی اس کو چھوڑ دے جس کا فائدہ نہیں ہے کیونکہ اس رویت باری کا اثبات یا نفی مشکل ہے اور اس میں توقف میں سلامتی ہے واللہ اعلم اور اگر ایک چیز ثابت ہو تو ہم اس کا کہیں گے اور نہ ہی ہم برا کہیں گے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کا اثبات کرے کہ انہوں نے دیکھا اس دنیا میں نہ اس کا انکار کریں گے بلکہ کہیں گے اللہ اور اسکا رسول جانتے ہیں بلا شبہ ہم برا کہیں گے اور رد کریں گے جو اس کا انکار کرے کہ یہ رویت آخرت میں بھی نہیں ہے کیونکہ اللہ کو آخرت میں دیکھنا نصوص موجودہ سے ثابت ہے

الذھبی کے علاوہ ابن کثیر سورہ النجم کی تفسیر میں لکھتے ہیں

فَأَمَّا الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ : حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رَأَيْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ» فَإِنَّهُ حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ عَلَى شَرْطِ الصَّحِيحِ، لَكِنَّهُ مُخْتَصَرٌ مِنْ حَدِيثِ الْمَنَامِ كَمَا رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ

پس جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے جو امام احمد نے روایت کی ہے حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کو دیکھا تو اس کی اسناد الصحیح کی شرط پر ہیں لیکن اس کو مختصرا روایت کیا ہے نیند کی حدیث میں جیسا امام احمد نے کیا ہے

معلوم ہوا کہ کہ فرقے یہ مان رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اچھی صورت میں حالت خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوا اور اسی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم اولین و آخرین ہوا

یعنی قرآن کی مکی آیت کو منسوخ کر دیا گیا اور اس حدیث کو صحیح مان لیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ہر چیز کا علم ہو گیا تو ظاہر ہے اس میں وہ بھی ہے جو مخلوق سے پوشیدہ ہے

یہ روایت مدینہ کے آخری ایام کی کہی جاتی ہے کیونکہ اس سے قبل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علم اولین و آخرین کا انکار کیا مثلا صحیح بخاری میں ہے

(صحیح البخاری، حدیث نمبر، 2505)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر سب نے حج کا احرام باندھا ہوا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا جس کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے وہ عمرہ کر کے احرام کھول لے اور حج کا احرام بعد میں

باندھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قربانی کا جانور تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ مجھے اب معلوم ہوا ہے اگر وہ پہلے سے معلوم ہو جاتا تو میں قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہیں لاتا اور میں بھی اپنا احرام کھول ڈالتا۔

واقعہ افک، معونہ والا واقعہ، تیمّم کے ہار والا واقعہ اس طرح یہ سب ماضی تھے- اس روایت کو آخری ایام کا دور کہا جاتا ہے

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللهِ، لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَآئِنِ الْأَرْضِ، أَوْ مَفَاتِيْحَ الْأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللهِ، مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَشْرِكُوْا بَعْدِي وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَتَنَافَسُوْا فِيهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

إخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الشھید، 451/1، الرقم 1279، وفی کتاب المغازی، باب إحدیحبنا ونحبہ، 1498/4، الرقم 3857، کتاب المناقب، باب علامات النُّبُوَّۃِ فی الإسلام، 1317/3، الرقم 3401، وفی کتاب الرقاق، باب مَایُحْذَرُ مِنْ زَہْرَۃِ الدُّنْیَا وَالتَّنَافُسِ فِیھا، 2361/5، الرقم 6062، ومسلم فی الصحیح، کتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصفاتہ، 1795/4، الرقم 2296، وإحمد بن حنبل فی المسند، 153/4، والأصبھانی فی دلائل النبوۃ، 191/1، الرقم 248.

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (آخری ایام میں مرض وفات سے پہلے) شہدائے اُحد پر نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے جیسے میت پر نماز پڑھی جاتی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر آئے اور فرمایا بے شک میں تمہارا پیش رو اور تم پر گواہ ہوں۔ بیشک اللہ کی قسم! میں اپنے حوض کو اس وقت بھی

دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں اور اللہ کی قسم مجھے یہ ڈر نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ تم دنیا کی محبت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

اس پر محدثین شارحین کا کہنا ہے کہ یہ آخری سال کا واقعہ ہے گویا اس وقت تک شہدائے احد کو شہید ہوئے آٹھ سال بیت چکے تھے۔

صحیح بخاری میں ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

إخرجه البخاری فی الصحيح، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب قول النبی صلى الله عليه وآله وسلم بعثت بجوامع الكلم، 6/ 2654، الرقم 6845، وفی كتاب الجهاد، باب قول النبی صلى الله عليه وآله وسلم نُصِرتُ بِالرُّعبِ مسيرة شهر، 3/ 1087، الرقم 2815، وفی كتاب التعبير، باب المفاتيح فی اليد، 2573/6، الرقم 6611، ومسلم فی الصحيح، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، 371/1، الرقم 523، والنسائی فی السنن، كتاب الجهاد، باب وجوب الجهاد، 4.3/6، الرقم 3087.3089، وفی السنن الكبرى، 3/3، الرقم 4295، وإحمد بن حنبل فی المسند، 264/2، 455، الرقم 7575، 9867، وابن حبان فی الصحيح، 277/14، الرقم 6363.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں جامع کلمات کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے اور جب میں سویا ہوا تھا اس وقت میں نے دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے لیے لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں دی گئیں۔

بریلوی فرقہ کہتا ہے کہ یہ کنجیاں اصل میں علم کی تھیں - راقم نے اس پر بحث اپنی کتاب دین میں غلومت کرو میں کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس کا تعلق فارس کے کسری کی شکست پر مال غنیمت کی خبر سے ہے

حوران بہشت کی غیب دانی

عراق میں بعض محدثین تک غیب کے حوالے سے عجیب روایات بیان کر رہے تھے - سنن ابن ماجہ 2014 اور ترمذی 1174 میں ہے

حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الحَضْرَمِيِّ، عَنْ [ص:469] مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَا تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا، إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الحُورِ العِينِ: لَا تُؤْذِيهِ، قَاتَلَكِ اللَّهُ، فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكَ دَخِيلٌ يُوشِكُ أَنْ يُفَارِقَكِ إِلَيْنَا ": «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الوَجْهِ»، «وَرِوَايَةُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ الشَّامِيِّينَ أَصْلَحُ، وَلَهُ عَنْ أَهْلِ الحِجَازِ وَأَهْلِ العِرَاقِ مَنَاكِيرُ

مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے شوہر کو دنیا میں ایذا پہنچاتی ہے تو حوروں میں سے اس کی بیوی اس پر کہتی ہے کہ اللہ کی مار تجھ پر، اس کو تنگ مت کر یہ تو ویسے بھی تیرے پاس بس مسافر ہے، قریب ہے کہ یہ تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آ جائے

امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے اس کو إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ نے روایت کیا جس کی شامیوں سے روایت اصلح ہے اور اہل حجاز اور اہل عراق سے اس کی منکر روایات ہیں

امام بخاری کا قول ہے

قال البخاری إذا حدث عن الشامیین فصحیح

جب یہ شامیوں سے روایت کرے تو حدیث صحیح ہے

راقم کہتا ہے کہ ترمذی و بخاری کے قول کے تحت یہاں سند میں إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ نے اس کو شامی حمص کے بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ سے روایت کیا ہے لہذا اس روایت کا درجہ اصلح کا ہوا- اس روایت کو البانی نے صحیح قرار دیا ہے- شعیب الأرنؤوط نے حسن قرار دیا ہے اور امام الذھبی نے صحیح قرار دیا ہے

راقم کہتا ہے متن منکر ہے- حور کو کیا علم الغیب ہے ؟ کیا وہ جنت سے اپنے ہونے والے شوہر کو دیکھ رہی ہے یا اس پر عرض عمل ہو رہا ہے ؟ اس روایت کی نکارت پر حیرت ہے کہ کسی شارح یا محدث نے کلام نہیں کیا

إسماعيل بن عياش حمص کا رہنے والا ہے اور یہ مختلط بھی ہوا تھا لہذا یہاں اس روایت سے ثابت ہو رہا ہے کہ اس راوی کی وہ روایات جو اہل شام سے ہیں ان میں بھی مسائل ہیں اس کا دور اختلاط شروع ہو چکا تھا

علی کی غیب دانی

مسند احمد کے مطابق علی رضی اللہ عنہ اور خوارج کا جب اختلاف ہوا تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کو سمجھانے کے لئے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بھیجا انہوں نے ان کو نصیحت کی تو

فَرَجَعَ مِنْهُمْ أَرْبَعَةُ آلافٍ كُلُّهُمْ تَائِبٌ، فِيهِمُ ابْنُ الْكَوَّاءِ

ان میں چار ہزار واپس لوٹ آئے جن میں ابْنُ الْكَوَّاءِ بھی تھا

روایات کے مطابق ابْنُ الْكَوَّاءِ اس کے بعد علی کے ساتھ رہا اور ان سے ٹیڑھے سوالات کرتا رہتا تھا

کہا جاتا ہے کہ علی نے علم غیب تک رسائی کا دعوی کیا کہ یہ کہا کہ وہ جو قیامت تک ہو گا وہ اس کو جانتے ہیں گویا علی الوحی سے یہ سب بتا سکتے تھے

مصنف عبد الرزاق میں ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ أَبَا الطُّفَيْلِ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، سَمِعَ ابْنَ الْكَوَّاءِ، سَأَلَ عَلِيًّا عَنِ الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ «مَا هُوَ؟ فَقَالَ عَلِيٌّ: «ذَلِكَ الضّرَاحُ فِي سَبْعِ سَمَاوَاتٍ فِي الْعَرْشِ، يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

أَبَا الطُّفَيْلِ کہتے ہیں انہوں نے ابن الکواء سے سنا کہ اس نے علی سے بیت المعمور پر سوال کیا کہ یہ کیا ہے؟ علی نے کہا یہ شیشہ ہے سات آسمان اوپر عرش پر اس میں ہر روز ستر ہزار داخل ہوتے ہیں جو واپس نہیں پلٹتے یہاں تک کہ قیامت ہو

کتاب الجامع فی الحدیث لابن وہب از ابو محمد عبد اللہ بن وہب بن مسلم المصری القرشی (المتوفی: 197ھ)

کے مطابق

وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عُمَرَ مَوْلَى غُفْرَةَ، وَحَمَّادِ بْنِ هِلَالٍ، أَنَّ ابْنَ الْكَوَّاءِ، قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: مَا قَوْسُ قُزَحَ ؟ قَالَ: «لَا تَقُولُوا قَوْسَ قُزَحَ، فَإِنَّ قُزَحَ الشَّيْطَانُ، وَلَكِنْ أَمَنَةٌ مِنَ اللَّهِ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنَ الْغَرَقِ بَعْدَ قَوْمِ نُوحٍ»

ابْنَ الْكَوَّاءِ نے علی سے کہا یہ قَوْسُ قُزَحَ کیا ہے ؟ علی نے جواب دیا اس کو قَوْسُ قُزَحَ مت کہو کیونکہ قَوْسُ قُزَحَ شیطان ہے لیکن یہ امان ہے جو اللہ نے نوح کے بعد زمین والوں کو غرق ہونے سے دی

کتاب ادب المفرد از امام بخاری کی روایات ہیں

.عن أبي الطفيل سأل ابن الكواء عليا رضي الله عنه عَنِ الْمَجَرَّةِ قَالَ: هُوَ شَرَجُ السَّمَاءِ، وَمِنْهَا فتحت السماء بماء منهمر

. صحیح الإسناد

البانی نے صحیح قرار دیا ہے

الأدب المفرد پر تحقیق میں البانی کہتے ہیں یہ صحیح ہے

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ وَغَيْرِهِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ سَأَلَ ابْنُ الْكَوَّا عَلِيًّا عَنِ الْمَجَرَّةِ، قَالَ: هُوَ شَرَجُ السَّمَاءِ، وَمِنْهَا فُتِحَتِ السَّمَاءُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ

[قال الألباني] : صحیح

إبي الطفيل نے ابن الكواء سے روایت کیا کہ اس نے علی سے کہکشاں ملکی وے جادہ شیر پر سوال کیا- علی نے کہا یہ آسمان کی مقعد ہے اور اس میں نہر کی طرح پانی برسا

طوفان نوح کے حوالے سے سورہ القمر میں ہے کہ فُتِحَتِ السَّمَاءُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ آسمان کو کھول دیا گیا کہ اس میں سے نہر کی طرح پانی برسا

روایت سائنس کے خلاف ہے کیونکہ آسمان سے پانی بادل سے برستا ہے کسی کہکشاں سے نہیں

الفقيه والمتفقه از المؤلف: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (المتوفى: 463هـ) میں ہے

أناه أَبُو الْحُسَيْنِ أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ رَوْحٍ , وَأَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ فَهْدٍ النَّهْرَوَانِيَّانِ بِهَا , قَالَا: أنا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَلَمَةَ الْكُهَيْلِيُّ بِالْكُوفَةِ , أنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْحَضْرَمِيُّ , نا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَرْوَزِيُّ , نا عَبْدُ الرَّزَّاقِ , نا مَعْمَرٌ , عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي دُبَيٍّ , عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ , قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا , وَهُوَ يَخْطُبُ , وَهُوَ يَقُولُ [ص:352]: «سَلُونِي , وَاللَّهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ يَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ»

أَبِي الطُّفَيْلِ نے کہا میں نے علی کو دیکھا وہ خطبہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے مجھ سے پوچھو اللہ کی قسم تم کوئی چیز نہ ہو گی جو قیامت تک ہو کہ وہ تم پوچھو اور میں اس کا تم سے ذکر نہ کر دوں

محقق عادل بن یوسف العزازی کہتے ہیں اسناده صحیح

اخبار مکہ از الازرقی کی روایت ہے

حَدَّثنا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ أَبِي الْمَهْدِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الصَّنْعَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ أَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَهُوَ يَخْطُبُ، وَهُوَ يَقُولُ: «سَلُونِي، فَوَاللَّهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ يَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ، وَسَلُونِي عَنْ كِتَابِ اللَّهِ، فَوَاللَّهِ مَا مِنْهُ آيَةٌ إِلَّا وَأَنَا أَعْلَمُ أَنَّهَا بِلَيْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِنَهَارٍ، أَمْ بِسَهْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِجَبَلٍ» فَقَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ، وَأَنَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَهُوَ خَلْفِي، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ الْبَيْتَ الْمَعْمُورَ، مَا هُوَ؟ قَالَ: «ذَاكَ الضُّرَاحُ فَوْقَ سَبْعِ سَمَوَاتٍ تَحْتَ الْعَرْشِ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُودُونَ فِيهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»

ابِی الطُّفَیْلِ نے کہا میں نے علی کو دیکھا وہ خطبہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے سوال کرو اللہ کی قسم کوئی چیز نہ ہو گی جو قیامت تک ہو کہ تم اس کا پوچھو اور میں جواب نہ دوں اور کتاب اللہ کے بارے میں پوچھو اللہ کی قسم کوئی اس میں آیت نہیں کہ جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ دن میں اتری یا رات میں سیدھی زمین پر اتری یا پہاڑ پر پس ابن الکواء کھڑا ہوا اور میں اس کے اور علی کے درمیان تھا اور یہ میرے پیچھے تھا کہا کیا اپ نے بیت المعمور دیکھا ہے کیا ہے یہ ؟ علی نے کہا یہ شیش (محل) ہے سات آسمان اوپر عرش کے نیچے ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو واپس نہیں پلٹتے یہاں تک کہ قیامت ہو

كتاب جامع بيان العلم وفضله از ابن عبد البر دار ابن الجوزي کے مطابق

وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ فَتْحٍ، نا حَمْزَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ، نا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، نا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: " شَهِدْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَخْطُبُ وَيَقُولُ: سَلُونِي فَوَاللَّهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ يَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ وَسَلُونِي عَنْ كِتَابِ اللَّهِ؛ فَوَاللَّهِ مَا مِنْهُ آيَةٌ إِلَّا وَأَنَا أَعْلَمُ بِلَيْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِنَهَارٍ أَمْ بِسَهْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِجَبَلٍ، فَقَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ وَأَنَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: مَا {الذَّارِيَاتِ ذَرْوًا فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا} [الذاريات: 2] ؟ قَالَ: وَيْلَكَ سَلْ تَفَقُّهًا وَلَا تَسَلْ تَعَنُّتًا، {الذَّارِيَاتُ ذَرْوًا} [الذاريات: 1] : رِيَاحٌ، {فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا} [الذاريات: 2] : السَّحَابُ {فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا} [الذاريات: 3] : السُّفُنُ {فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا} [الذاريات: 4] : الْمَلَائِكَةُ قَالَ: أَفَرَأَيْتَ السَّوَادَ الَّذِي فِي الْقَمَرِ ؟ قَالَ: أَعْمَى سَأَلَ عَنْ عَمْيَاءَ أَمَا سَمِعْتَ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: {وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ} [الإسراء: 12] فَمَحْوُهُ السَّوَادُ الَّذِي فِيهِ، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ ذَا الْقَرْنَيْنِ ؟ أَنَبِيًّا كَانَ أَمْ مَلِكًا ؟ قَالَ: لَا وَاحِدًا مِنْهُمَا وَلَكِنَّهُ كَانَ عَبْدًا صَالِحًا أَحَبَّ اللَّهَ فَأَحَبَّهُ اللَّهُ وَنَاصَحَ اللَّهَ فَنَاصَحَهُ اللَّهُ، دَعَا قَوْمَهُ إِلَى الْهُدَى فَضَرَبُوهُ عَلَى قَرْنِهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ إِلَى الْهُدَى فَضَرَبُوهُ عَلَى قَرْنِهِ الْآخَرِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الثَّوْرِ، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ هَذَا الْقَوْسَ مَا هُوَ ؟ قَالَ: هِيَ عَلَامَةٌ بَيْنَ نُوحٍ وَبَيْنَ رَبِّهِ وَأَمَانٌ مِنَ الْغَرَقِ قَالَ: أَفَرَأَيْتَ الْبَيْتَ الْمَعْمُورَ مَا هُوَ ؟ قَالَ: الصُّرَاحُ فَوْقَ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ تَحْتَ الْعَرْشِ يُدْخِلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ [ص:465] أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُودُونَ فِيهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ: فَمَنِ الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ؟ قَالَ: هُمَا الْأَفْجَرَانِ مِنْ قُرَيْشٍ كُفِينَهُمَا يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ: فَمَنِ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ؟ قَالَ: كَانَ أَهْلُ حَرُورَاءَ مِنْهُمْ "

أَبِي الطُّفَيْلِ نے کہا میں نے علی کو دیکھا وہ خطبہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے مجھ سے پوچھو اللہ کی قسم تم کوئی چیز نہ ہو گی جو قیامت تک ہو کہ وہ پوچھو اور میں اس کا تم سے ذکر نہ کر دوں اور کتاب اللہ کے بارے میں پوچھو اللہ کی قسم کوئی اس میں آیت نہیں کہ جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ دن میں اتری یا رات میں سیدھی زمین پر اتری یا پہاڑ پر پس ابن الکواء کھڑا ہوا اور میں اس کے اور علی کے درمیان تھا اور یہ میرے پیچھے تھا کہا یہ الذَّارِيَاتِ ذَرْوًا فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا} [الذاریات : 2] کیا ہے ؟ علی نے جواب دیا تیری بربادی ہو وہ سوال کر جس سے تفقہ ہو نہ کہ بھڑاس نکال- {الذَّارِيَاتُ ذَرْوًا} [الذاریات : 1] یہ ہوائیں ہیں {فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا} [الذاریات : 2] یہ بادل ہیں {فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا} [الذاریات : 3] یہ کشتیاں ہیں {فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا} [الذاریات : 4] یہ فرشتے ہیں- ابن الکواء نے کہا یہ چاند میں اپ نے دھبے دیکھے ہیں؟ علی نے کہا اندھے نے اندھے سے سوال کیا ہے کیا تو نے قرآن میں اللہ کا کہا نہیں سنا؟ {وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ} [الإسراء : 12] (پس ہم رات کی نشانی کو مٹا دیتے ہیں) تو اس میں جو مٹا دیا جاتا ہے وہ یہ دھبے ہیں ابْنُ الْكَوَّاءِ نے پوچھا اپ نے ذوالقرنین کو دیکھا، نبی ہیں کہ فرشتہ ہیں؟ علی نے کہا ان دونوں میں سے ایک بھی نہیں بلکہ صالح شخص ہیں اللہ سے محبت کرنے والے تو اللہ نے ان سے محبت کی اور... قوم کو پکارا ہدایت کی طرف تو ان کے ایک سینگ پر مارا اور پھر پکارا تو دوسرے سینگ پر مارا اور ذوالقرنین کے بیل جیسے دو سینگ نہیں تھے ابْنُ الْكَوَّاءِ نے پوچھا یہ قَوْسَ قُزَحَ کیا ہے ؟ علی نے کہا یہ نوح اور اللہ کے درمیان غرق ہونے سے امان کی علامت ہے ابْنُ الْكَوَّاءِ نے پوچھا کیا اپ نے بیت المعمور کو دیکھا؟ یہ کیا ہے ؟ علی نے کہا ایک شیش (محل) ہے سات آسمان اوپر عرش کے نیچے ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو واپس نہیں پلٹتے یہاں تک کہ قیامت ہو ابْنُ الْكَوَّاءِ نے پوچھا آیت بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ میں یہ کون ہیں ؟ علی نے کہا قریش کے فاجر لوگ جن سے بدر کے دن بچے ابن الکواء نے پوچھا آیت الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا میں یہ کون ہیں ؟ علی نے کہا یہ اہل حَرُورَاءَ خوارج ہیں

محقق ابی الاشبال الزھیری کہتے ہیں

اسنادہ صحیح ورجالہ ثقات

سند میں وہبُ بن عَبد اللّٰہِ بن اَبِی دبی الکوفی ہے

مکتبہ عباد الرحمان سے اسی کتاب کا جو نسخہ چھپا ہے اس کے محقق ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمان الصالح اس روایت پر کہتے ہیں

اسنادہ صحیح

امام بخاری نے بھی یہ روایت تاریخ الکبیر میں عبد اللہ بن وھب کے ترجمہ میں دی ہے لیکن اس کو مکمل نقل نہیں کیا صرف یہ لکھا کہ علی نے کہا مجھ کو علم ہے کون سی آیت کہاں اتری

قارئین دیکھ سکتے ہیں کہ محققین جو اہل سنت میں سے ہیں وہ ان روایات کو صحیح کہہ رہے ہیں جبکہ یہ صحیح نہیں ہیں

روایت سند سے صحیح بھی ہوں تو ان کا متن خود بخود صحیح نہیں ہو جاتا

قوس قزح کو طوفان نوح کے بعد اللہ اور اہل ارض کے درمیان ایک امان نامہ قرار دیا گیا ہے اصلا یہ قول یہود کا ہے

کتاب پیدائش باب 9 میں ہے

I HAVE SET MY RAINBOW IN THE CLOUDS, AND IT WILL BE THE SIGN OF THE COVENANT BETWEEN ME AND THE EARTH. WHENEVER I BRING CLOUDS OVER THE EARTH AND THE RAINBOW APPEARS IN THE CLOUDS, 15 I WILL REMEMBER MY COVENANT BETWEEN ME

AND YOU AND ALL LIVING CREATURES OF EVERY KIND. NEVER AGAIN WILL THE WATERS BECOME A FLOOD TO DESTROY ALL LIFE.

میں نے اپنا قوس قزح بادلوں میں رکھا ہے اور یہ میرے اور زمین کے درمیان ایک عہد میثاق ہے

میں جب بھی زمین پر بادل لاؤں گا اور قوس قزح بادلوں میں ظاہر کروں گا تو میں اپنے اور تمہارے تمام زندہ مخلوقات درمیان اس عہد کو یاد کروں گا کہ آئندہ کبھی بھی پانی سیلاب نہ بنے گا کہ تمام حیات کو برباد کر دے

یہ نظم کائنات کا تغیر ہے کیونکہ اگر قوس قزح نوح علیہ السلام کے دور سے شروع ہوا ہے تو روشنی کا انعکاس پہلے نہ ہوا ہو گا اور نہ آدم علیہ السلام نے دیکھا ہو گا جبکہ زمین و آسمان کے اس تغیر کا ذکر نہ قرآن میں ہے نہ حدیث نبوی میں

اسی طرح علی سے منسوب اس قول میں کہا گیا ہے کہ علی نے ملکی وے کہکشاں کو آسمان کی مقعد قرار دیا جس سے پانی نکلا اور زمین پر آیا- یہ بھی ایک غیر سائنسی بات ہوئی کیونکہ آسمان کا پانی بادل سے اتا ہے نہ کہ ملکی وے سے

علی نے چاند کے گڑھوں کو مستقل قرار نہیں دیا اور کہا وہ مٹ جاتے ہیں اور آیت کی غلط تاویل بھی کی کیونکہ آیت میں چاند کی گھٹتی بڑھتی منازل کا ذکر ہے جو زمین سے نظر اتے ہیں لیکن چاند کے گڑھے اس پر حقیقی ہیں کالے دھبے نہیں ہیں جو مٹ جائیں

یعنی علی نے تین اقوال کہے جو فی الحقیقت غلط ہیں آج سائنس سے ہم کو ان کا علم ہے

آخر میں روایت میں علی کا دعوی کہ وہ ہر اس بات کو جانتے ہیں جو قیامت تک ہو گی بھی صحیح نہیں ہو سکتا ورنہ تو یہ علی لی لیلا بن جائے گی کہ ابن ملجم آگے اتا ہے وہ نماز میں کھڑے رہتے ہیں جبکہ وہ جانتے ہیں کہ ابن ملجم ان کو قتل کرنے کے لیے بڑھ رہا ہے

ان شواہد کی روشنی میں یہ روایت باطل متن منکر ہے

جو قول اغلبا صحیح ہے وہ صرف یہ کہ علی نے ذوالقرنین پر خیال کا اظہار کیا

مشکل الآثار از طحاوی میں ہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ الْخُرَيْبِيُّ , عَنْ بِسَامٍ الصَّيْرَفِيِّ , عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: قَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: " سَلُونِي قَبْلَ أَنْ لَا تَسْأَلُونِي , وَلَنْ تَسْأَلُوا بَعْدِي مِثْلِي " فَقَامَ إِلَيْهِ ابْنُ الْكَوَّاءِ فَقَالَ: مَا كَانَ ذُو الْقَرْنَيْنِ , أَمَلَكٌ كَانَ أَوْ نَبِيٌّ ؟ قَالَ: " لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا وَلَا مَلَكًا , وَلَكِنَّهُ كَانَ عَبْدًا صَالِحًا , أَحَبَّ اللهَ فَأَحَبَّهُ , وَنَاصَحَ اللهَ فَنَصَحَهُ , ضَرَبَ عَلَى قَرْنِهِ الْأَيْمَنِ فَمَاتَ , ثُمَّ بَعَثَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ , ثُمَّ ضَرَبَ عَلَى قَرْنِهِ الْأَيْسَرِ فَمَاتَ , وَفِيكُمْ مِثْلُهُ

ابْنُ الْكَوَّاءِ نے کہا ذُوالْقَرْنَيْنِ کون ہیں نبی یا فرشتہ ؟ علی نے کہا نہ نبی ہیں نہ فرشتہ ہیں بس نیک بندے ہیں اللہ سے محبت کرنے والے تو اللہ نے ان سے محبت کی اور اللہ سے مشورہ کیا تو اللہ نے ان کو نصیحت دی انہوں نے دائیں جانب ایک قریہ پر ضرب کی وہ ہلاک ہوئے پھر اللہ نے انہیں بھیجا بائیں جانب قریہ پر ضرب کی وہ بھی ہلاک ہوئے اور تمھارے درمیان ان کے جیسا موجود ہے

اس سند کو امام حاکم نے مستدرک میں هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَالٍ قرار دیا ہے

أَبِي الطُّفَيْلِ نے کہا میں نے علی کو دیکھا وہ خطبہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے مجھ سے پوچھو اللہ کی قسم تم کوئی چیز نہ ہو گی جو قیامت تک ہو کہ وہ پوچھو اور میں اس کا تم سے ذکر نہ کر دوں

طحاوی نے اس روایت کو قبول کیا ہے اور علی کے قول کہ وہ ذوالقرنین جیسے ہیں کی تاویل بھی کی ہے

فَقَالَ قَائِلٌ: فَفِي حَدِيثِ عَلِيٍّ الَّذِي رَوَيْتَهُ: " وَفِيكُمْ مِثْلُهُ " فَمَا الْمُرَادُ بِذَلِكَ مِمَّا قَدْ جُعِلَ فِيهِ مِثْلًا لِذِي الْقَرْنَيْنِ. فَكَانَ جَوَابَنَا لَهُ فِي ذَلِكَ بِتَوْفِيقِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَوْنِهِ: أَنَّهُ أُرِيدَ بِهِ أَنَّهُ مِثْلٌ لِذِي الْقَرْنَيْنِ فِي دُعَائِهِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ , وَفِي قِيَامِهِ بِالْحَقِّ , دُعَاءً وَقِيَامًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ , كَمَا كَانَ ذُو الْقَرْنَيْنِ فِيمَا دَعَا إِلَيْهِ , وَفِيمَا قَامَ بِهِ قَائِمًا وَدَاعِيًا بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

راقم کہتا ہے علی نے اہل جمل اور اہل صفین کو شکست دی علی اگر کوفہ میں مسجد میں خطاب کر رہے تھے تو کعبہ پشت کی طرف تھا بصرہ دائیں طرف تھا جہاں اہل جمل سے لڑے اور رقہ دائیں طرف تھا جہاں اہل شام سے لڑے

اللہ کا علم اور سائنسی آلات کی رسائی

قرآن میں ہے کہ ان چیزوں کا علم صرف اللہ کو ہے

اِنَّ اللّـٰهَ عِنْدَهٝ عِلْمُ السَّاعَةِۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۚ اِنَّ اللّـٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْـرٌ (34)

بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے، اور وہی مینہ برساتا ہے، اور وہی جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹوں میں ہوتا ہے، اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا، اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کس زمین پر مرے گا، بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

صحیح بخاری ۴۶۹۷ میں ہے

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " مَفَاتِحُ الغَيْبِ خَمْسٌ لاَ يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ: لاَ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللَّهُ، وَلاَ يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الأَرْحَامُ إِلَّا اللَّهُ، وَلاَ يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي المَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ، وَلاَ تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ، وَلاَ يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللَّهُ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جنہیں اللہ تعالی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا

عورت کے پیٹ میں کیا ہے

کل کیا ہو گا

بارش کب ہو گی

جاندار کس سرزمین پر مرے گا

قیامت کب آئے گی

سائنسی آلات اسلامی ممالک میں ڈیڑھ سو سال پہلے آئے ہیں- اسلامی ممالک میں خفیہ کیمرہ کا عمومی استعمال پچاس سال پرانی چیز ہو گی- موبائل تیس سال پرانی چیز ہو گی- کہا جاتا ہے کہ آج کے دور میں انسان کو الٹرا ساؤنڈ سے علم ہو جاتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ لڑکا ہے یا لڑکی ہے- اسی طرح خفیہ کیمرے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ دوسرے مقام پر کیا ہو رہا ہے- لوگوں نے ان اشکالات کا جواب دیا کہ وہ علم جو آلات کی مدد سے حاصل ہو جائے وہ یہاں مراد نہیں ہے بلکہ آیت کا مدعا ہے کہ بغیر آلات کوئی ان معلومات کو حاصل نہیں کر سکتا- راقم کہتا ہے نزول قرآن کے دور میں نہ الٹرا ساؤنڈ مشین تھی، نہ دوربین و خوردبین تھی نہ جاسوسی کے کیمرے تھے، نہ موسمی سیٹلائٹ تھے یعنی اس وقت اس قسم کے کوئی آلات نہ تھے- انسان کاہنوں کے پاس جا کر معلوم کرتا تھا کہ بارش ہو گی یا نہیں، پانسوں سے معلوم کرتا تھا کہ کوئی کام کرے یا نہیں، علم رمل سے معلوم کرتا تھا کہ چوری شدہ چیز کو کہاں تلاش کرے وغیرہ- یہ سب جبت سمجھے جاتے تھے یعنی غیبی علم حاصل کرنے کا ذریعہ- ان سب کا سورہ لقمان میں رد کیا گیا کہ یہ لوگ محض اٹکل کر رہے ہیں حقیقی علم اللہ کو ہے

سائنسی آلات انسان کے لئے محض ظن و تخمین کے درجہ میں ہیں—مثلا یہ بھی دیکھا گیا ہے الٹرا ساؤنڈ میں جو جنس آئی وہ بعد میں وہ نہ تھی جو پہلے سمجھی گئی تھی—بارش بھی بسا اوقات نہیں ہوتی جبکہ تمام سائنسی مشاہدات و اشارات کہہ رہے ہوتے ہیں کہ آج بارش ہو گی، لیکن نہیں ہوتی- انسان کا ارادہ تو بار بار ٹوٹ جاتا ہے، وہ، وہ

نہیں کر پاتا جس کو سمجھتا ہے کہ کر جائے گا- اس طرح حقیقی علم صرف اللہ کو ہی حاصل ہے جو سورہ لقمان کی آیت میں بیان ہوا ہے

جنات اور کاہنوں کا گھ جوڑ

کاہن، ساحر اپنے عمل سے جنات، ہمزاد، شیطان سے تعلق پیدا کرتے ہیں - جنات ان کی مدد پر تیار ہو جاتے ہیں — آسمان پر جا کر سن گن لینے کی کوشش کرتے ہیں اور واپس کاہن کے دماغ میں القا کرتے ہیں

کاہن کا یہ عمل غیب اور ظاہر کی حدود پر ہوتا ہے - کاہن غیب میں دیکھ نہیں سکتا لیکن شیطان کاہن سے کونٹکٹ کرتا ہے -اس لئے تپسیا یا سلوک کی منازل کو طے کیا جاتا ہے اور عمل مکروہ کیا جاتا ہے مثلا اسماء الہی کو اعداد میں بدلنا وغیرہ

ابن صیاد کا قلب النبی میں خیال کردہ سورت کا جان لینا

اسلامی تاریخ میں آتا ہے کہ مدینہ میں دور نبوی میں ایک عورت نے بچے کو جنا جو پیدائشی کانا تھا (مسند احمد) —یہ بچہ مسلمانوں کے بچوں کے ساتھ کھیلتا تھا اور کسی حدیث میں نہیں کہ مسلمانوں نے اپنے بچوں کو اس سے ملنے سے منع کر دیا ہو -ابن صیاد یا اِبْن صَائِدٍ کے حوالے سے مسائل اس وقت پیدا ہوئے جب بچپن میں ہی اس کا امر مشتبہ ہوا اور اس نے اپنے اوپر القا ہونے کا دعوی بھی کر دیا —اس طرح دجال کی جو نشانیاں تھیں ان میں سے چند اس میں جمع ہو نا شروع ہوئیں —اس کی والدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور عرض کی کہ آ کر اس کے بیٹے کا معائینہ کریں — اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن صیاد کے گھر گئے اور اس سے سوال وجواب کیا— صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : تو کیا دیکھتا ہے ؟

ابن صیاد : میں سمندر پر عرش دیکھتا ہوں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : وہ ابلیس کا عرش ہے

ابن صیاد : میرے پاس ایک سچا اور ایک جھوٹا اتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : تیرا معاملہ مختلط (مشکوک) ہو گیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : میں نے تیرے لئے کچھ چھپایا ہے

ابن صیاد : وہ الدخ، الدخ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ہٹ —تو اس پر قدرت نہیں رکھتا

نوٹ : صحیح بخاری کی کسی حدیث میں موجود نہیں کہ اس وقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ الدخان کا سوچا البتہ یہ بات بعض دیگر کتب حدیث میں ہے

شارحین کا اس الدخ (دھواں) پر جو کہنا ہے اس کی تلخیص صحیح ابن حبان کی تعلیق میں شعیب الأرنؤوط نے پیش کی ہے

قال النووي في شرح مسلم 49/18: الجمهور على أن المراد بالدخ هنا: الدخان، وأنها لغة فيه، وخالفهم الخطابي، فقال: لا معنى للدخان هنا، لأنه ليس مما يخبأ في كف أو كم كما قال، بل الدخ بيت موجود بين النخيل والبساتين، قال: إلا أن يكون معنى "خبأت": أضمرت لك اسم الدخان وهي قوله تعالى: {فارتقب يوم تأتي السماء بدخان مبين} قال القاضي: قال الداودي: وقيا: كانت سورة الدخان مكتوبة في يده صلى الله عليه وسلم، وقيل: كتب الآية في يده.قال القاضي: وأصح الأقوال أنه لم يهتد من الآية التي أضمر النبي صلى الله عليه وسلم إلا لهذا اللفظ الناقص على عادة الكهان

نووی نے شرح مسلم میں کہا جمہور کہتے ہیں کہ ابن صیاد کی دخ سے مراد یہاں ہے الدخان ہے اور یہ لغت ہے لیکن خطابی نے مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ دخان یہاں مطلب نہیں ہے کیونکہ یہ وہ نہیں جس کو مٹھی میں چھپایا جا سکے بلکہ گھر میں دھواں موجود تھا جو کھجوروں اور باغ کے بیچ میں تھا (یعنی دھواں پھیلا ہوا تھا) – نووی نے کہا خبأت (چھپانے) میں مضمر ہے کہ نام الدخان تھا اور یہ اللہ کا قول ہے { فارتقب یوم تأتی السماء بدخان مبین } - قاضی نے کہا الداودی نے کہا سورہ الدخان اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر لکھی ہوئی تھی اور کہا گیا اپنے ہاتھ سے آیات لکھی تھیں – قاضی نے کہا ان اقوال میں صحیح یہ ہے کہ ابن صیاد کو ہدایت نہ ہوئی کہ اس آیت تک جاتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچی تھی سوائے کاہنوں کی طرح ایک لفظ ناقص کے

راقم کہتا ہے کہ یہ بات صحیح بخاری میں موجود نہیں کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ الدخان سوچی تھی – یہ راقم کے نزدیک امام معمر بن راشد کا ادراج ہے کیونکہ یہ روایت اعمش کی سند سے اور امام الزہری کے دیگر شاگردوں کی سند سے معلوم ہے – انہوں نے سورہ الدخان کا ذکر نہیں کیا ہے – اس لئے خطابی کا قول صحیح ہے ابن صیاد نے صرف اٹکل سے کام لیا دیکھا اس وقت دھواں پھیلا ہوا ہے تو فورا ہی بول دیا کہ شاید اسی چیز کا خیال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہوں – واللہ اعلم

مسند البزار اور معجم کبیر از طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَامِرٍ الْأَنْطَاكِيُّ، قَالَ: نا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَابِقٍ، قَالَ: نا زِيَادُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فُرَاتٍ الْقَزَّازُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ [ص:169] حَارِثَةَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَعْضِ أَصْحَابِهِ: «انْطَلِقْ» فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَصْحَابُهُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلُوا بَيْنَ حَائِطَيْنِ فِي زُقَاقٍ طَوِيلٍ، فَلَمَّا انْتَهَوْا إِلَى الدَّارِ إِذَا امْرَأَةٌ قَاعِدَةٌ، وَإِذَا قِرْبَةٌ عَظِيمَةٌ مَلْأَى مَاءً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَرَى قِرْبَةً وَلَا أَرَى حَامِلَهَا» فَأَشَارَتِ الْمَرْأَةُ إِلَى قَطِيفَةٍ فِي نَاحِيَةِ الدَّارِ، فَقَامُوا إِلَى الْقَطِيفَةِ،

فَكَشَفُوهَا فَإِذَا تَحْتَهَا إِنْسَانٌ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «شَاهَ الْوَجْهُ» ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، لِمَ تَفْحَشُ عَلَيَّ؟، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِئًا، فَأَخْبِرْنِي مَا هُوَ» ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَبَأَ لَهُ سُورَةَ الدُّخَانِ، فَقَالَ: «الدُّخُّ» ، فَقَالَ: اخْسَهْ، مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ "، ثُمَّ انْصَرَفَ وَهَذَا الْحَدِيثُ قَدْ رَوَى بَعْضَهُ أَبُو الطُّفَيْلِ نَفْسُهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَكَرَهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

اس سند میں معمر نہیں ہے لیکن متن میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ الدخان سوچی

یہ سند ضعیف ہے۔سند میں زیاد بن الحسن بن فرات القزاز التمیمی الکوفی منکر الحدیث ہے

معجم الاوسط از طبرانی میں اسی سند سے ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الرَّازِيُّ قَالَ: نا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عِيسَى التَّنُوخِيُّ قَالَ: نا زِيَادُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فُرَاتٍ الْقَزَّازُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ الْفُرَاتِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ: «انْطَلِقُوا بِنَا إِلَى إِنْسَانٍ قَدْ رَأَيْنَا شَأْنَهُ» قَالَ: فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَمْشِي وَأَصْحَابُهُ مَعَهُ، حَتَّى دَخَلُوا حَائِطَيْنِ فِي زُقَاقٍ طَوِيلٍ، وَانْتَهَوْا إِلَى بَابٍ صَغِيرٍ، فِي أَقْصَى الزُّقَاقِ، فَدَخَلُوا إِلَى دَارٍ، فَلَمْ يَرَوْا فِي الدَّارِ أَحَدًا غَيْرَ امْرَأَةٍ قَاعِدَةٍ، وَإِذَا قِرْبَةٌ عَظِيمَةٌ مَلْأَى مَاءً، فَقَالُوا: نَرَى قِرْبَةً وَلَا نَرَى حَامِلَهَا، فَكَلَّمُوا الْمَرْأَةَ، فَأَشَارَتْ إِلَى قَطِيفَةٍ فِي نَاحِيَةِ الدَّارِ، فَقَالَتْ: انْظُرُوا مَا تَحْتَ الْقَطِيفَةِ فَكَشَفُوهَا، فَإِذَا تَحْتَهَا إِنْسَانٌ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «شَاهَ الْوَجْهُ» فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، لِمَ تَفْحَشُ عَلَيَّ؟ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبْأً، فَأَخْبِرْنِي مَا هُوَ» وَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: «إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَهُ سُورَةَ الدُّخَانِ» فَقَالَ: سُورَةُ الدُّخَانِ؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى «اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اخْسَأْ، مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ، ثُمَّ انْصَرَفَ

اس متن میں ہے کہ ابن صیاد نے سورہ الدخان تک بولا۔ سند وہی مسند البزار والی ہے

معجم الاوسط میں ہے

حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ: نا عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ الزِّمَّانِيُّ قَالَ: نا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: نا الْحَارِثُ بْنُ حَصِيرَةَ قَالَ: ثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: لَأَنْ أَحْلِفَ عَشْرَةَ أَيْمَانٍ أَنَّ ابْنَ صَائِدٍ هُوَ الدَّجَّالُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَحْلِفَ مَرَّةً أَنَّهُ لَيْسَ بِهِ، وَذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَنِي إِلَى أُمِّهِ، فَقَالَ: «سَلْهَا، كَمْ حَمَلَتْ؟» فَسَأَلْتُهَا، فَقَالَتْ: اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا، فَقَالَ: «سَلْهَا، كَيْفَ كَانَتْ صَيْحَتُهُ حِينَ وَقَعَ؟» قَالَتْ: صَيْحَةَ الصَّبِيِّ ابْنِ شَهْرٍ، وَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبْأً، فَمَا هُوَ؟» فَقَالَ: عَظْمُ شَاةٍ عَفْرَاءَ، فَجَعَلَ «يُرِيدُ يَقُولُ: الدُّخَانُ فَجَعَلَ يَقُولُ: الدُّخَ الدُّخَ، فَقَالَ: «اخْسَأْ، فَإِنَّكَ لَنْ تَسْبِقَ الْقَدَرَ

لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْحَارِثِ إِلَّا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں نے ایک چیز چھپائی ہے۔ ابن صیاد بولا بھیڑ کی سب سے بڑی ہڈی

۔ پس وہ کہنا چاہ رہا تھا الدخان لیکن منہ سے نکلا الدخ۔ پس نبی نے فرمایا ہٹ پرے تو اس پر قادر نہیں ہے

سند اس میں عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ اور الْحَارِثُ بْنُ حَصِيرَةَ بہت مضبوط نہیں ہیں

لب لباب ہے کہ ابن صیاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں موجود سورہ الدخان کے الفاظ میں سے الدخ تک پہنچ گیا منکر روایت ہے۔ یہ بات صرف معمر بن راشد کے تفرد کے ساتھ معلوم ہے۔ دل کے حال کا علم صرف اللہ کو ہے

والله عليم بذات الصدور

ابن صیاد کی شادی بھی ہوئی اور اولاد بھی کسی روایت میں نہیں کہ اس کو دجال سمجھتے ہوئے مسلمانوں نے اس کو بیٹی دینے سے انکار کیا بلکہ اس کی اولاد موطا امام مالک میں راوی ہے۔ عمارة ابن عبد اللہ ابن صیاد اس کے بیٹے ہیں اور مدینہ کے فقہا میں سے ہیں۔ الإصابة في تمييز الصحابة از ابن حجر کے مطابق وكان من خيار المسلمين من إصحاب سعيد بن المسيّب

ابن صیاد کے بیٹے اچھے مسلمانوں میں سے تھے سعید بن المسیب کے ساتھیوں میں سے۔ تاریخ زبیر بن بکار کے مطابق عمارة ابن عبد اللہ ابن صیاد خلیفہ الولید بن عبد الملک کے دور تک زندہ تھے یعنی ابن صیاد پر جو بھی شک ہو وہ صرف اس تک محدود تھا

طبقات ابن سعد کے مطابق وغزا مع المسلمين ابن صیاد نے مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں حصہ بھی لیا اگر تمام اصحاب رسول اس کو دجال ہی سمجھتے تو بنو امیہ اس کو جہاد میں شامل ہی نہ کرتے

علم رمل اللہ تعالی نے نازل کیا ہے ؟

بعض سنی مسلمانوں راویوں نے انبیاء تک کے لئے بیان کیا گیا کہ علم رمل (ریت کا علم)

Geomancy

ان سے ملا ہے- علم اعداد یا ابجد کا علم بنی اسرائیل کے علماء اور ائمہ اہل بیت سے ملا ہے– کہا جاتا ہے کہ علم غیب حاصل کرنے کا ایک علم، علم رمل اللہ تعالی نے نازل کیا ہے-اس کی دلیل صحیح مسلم میں ہے

ابو جعفر، محمد بن صباح، ابو بکر بن ابی شیبہ، اسماعیل بن ابراہیم، حجاج صواف، یحییٰ بن ابی کثیر، ہلال بن ابی میمونہ، عطاء بن یسار، معاویہ ابن حکم سلمی (رض) سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اسی دوران جماعت میں سے ایک آدمی کو چھینک آئی تو میں نے (یَرْحَمُکَ اللہ) کہہ دیا تو لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا میں نے کہا کاش کہ میری ماں مجھ پر رو چکی ہوتی تم مجھے کیوں گھور رہے ہو یہ سن کر وہ لوگ اپنی رانوں پر اپنے ہاتھ مارنے لگے پھر جب میں نے دیکھا کہ وہ لوگ مجھے خاموش کرانا چاہتے ہیں تو میں خاموش ہو گیا جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نماز سے فارغ ہو گئے میرا باپ اور میری ماں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پہلے نہ ہی آپ کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بہتر کوئی سکھانے والا دیکھا اللہ کی قسم نہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے جھڑکا اور نہ ہی مجھے مارا اور نہ ہی مجھے گالی دی پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ نماز میں لوگوں سے باتیں کرنی درست نہیں بلکہ نماز میں تو تسبیح اور تکبیر اور قرآن کی تلاوت کرنی چاہیے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں نے زمانہ جاہلیت پایا ہے اور اللہ

تعالیٰ نے مجھے اسلام کی دولت سے نوازا ہے ہم میں سے کچھ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تم ان کے پاس نہ جاؤمیں نے عرض کیا ہم میں سے کچھ لوگ برا شگون لیتے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اس کو وہ لوگ اپنے دل میں پاتے ہیں تم اسطرح نہ کرو پھر میں نے عرض کیا ہم میں سے

کچھ لوگ لکیریں کھینچتے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا انبیا کرام میں سے ایک نبی بھی لکیریں کھیچتے تھے تو جس آدمی کا لکیر کھینچنا اس کے مطابق ہو وہ صحیح ہے۔

متن میں ہے

كان نبيٌّ من الأنبياء يَخُطُّ، فمَن وافَقَ خطَّه فذاك

نبیوں میں ایک نبی لکیریں کھینچتے تھے پس جس کی لکیر ان کی جیسی ہوئیں تو وہ وہی ہے

یہ روایت صحیح مسلم میں ہے اور اس علم کو علم رمل (ریت کا علم) کہا جاتا ہے یعنی علم رمل انبیاء کے علوم میں سے ہے

انگریزی میں اس کو

GEOMANCY

کہا جاتا ہے

یہاں نبی کو ایک علم دیا گیا ہے جو وہ لکیریں بنا کر حاصل کرتا ہے اور روایت میں نبی کا تقابل عمل کہانت سے کرایا گیا ہے کہ گزشتہ انبیاء میں سے کسی کو ایسا علم دیا گیا تھا

لکیروں کا مقصد

لکیر کھینچنے کا مقصد کیا ہے؟ظاہر ہے یہ غیب کو جاننا تھا

سنن ابو داود ٣٩٠٧ میں ہے

باب فِي الْخَطِّ وَزَجْرِ الطَّيْرِ باب: رمل اور پرندہ اڑا نے کا بیان -

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، حَدَّثَنَا حَيَّانُ، قَالَ غَيْرُ مُسَدَّدٍ، حَيَّانُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا قَطَنُ بْنُ قَبِيصَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "الْعِيَافَةُ وَالطِّيَرَةُ وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ"، الطَّرْقُ: الزَّجْرُ، وَالْعِيَافَةُ: الْخَطُّ.

قبیصہ بن و قاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”رمل، بدشگونی اور پرند اڑانا کفر کی رسموں میں سے ہے“ پرندوں کو ڈانٹ کر اڑانا طرق ہے، اور «عیافة» وہ لکیریں ہیں جو زمین پر کھینچی جاتی ہیں جسے رمل کہتے ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ عَوْفٌ: "الْعِيَافَةُ زَجْرُ الطَّيْرِ وَالطَّرْقُ الْخَطُّ يُخَطُّ فِي الْأَرْضِ". عوف کہتے ہیں «عیافة» سے مراد پرندہ اڑانا ہے اور «طرق» سے مراد وہ لکیریں ہیں جو زمین پر کھینچی جاتی ہیں (اور جسے رمل کہتے ہیں)

نبی کون تھے؟

محمد بن إسماعيل بن صلاح کا سلافہ باأمير (المتوفى: 1182ھ-) نے میں رائے دی ہے

.كان نبي من الأنبياء إدريس أو دانيال أو خالد بن سنان

یہ نبی یا تو ادریس تھے یا دانیال یا خالد بن سنان

شروحات

قال القاضي: أي يضرب خطوطاً كخطوط الرمل فيعرف الأحوال

قاضی عیاض نے کہا وہ لکیر کھینچتے رمل کے جیسے تا کہ احوال جان سکیں

قال الزمخشري (2): كانت العرب تأخذ خشبة وتخط خطوطاً كثيرة على عجل كي يلحقها العدد وتمحوا خطين فإن بقى زوج فهو علامة النجاح أو فرد فعلامة الخيبة

زمخشری کا قول ہے کہ عرب لکڑی لیتے اور ان سے گائے پر لکیر لگاتے بہت سی لکیریں لگاتے جن میں عدد ہوتے اگر وہ بچ جاتی تی یہ نجات کی علامت ہوتی اور نہیں بچتی تو یہ مصیبت کی

مطالع الانوار علی صحاح الآثار از ابن قرقول (المتوفى: 569ھ-) میں ہے

.وقوله: "كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الأنْبِيَاءِ يَخُطُّ" (6) فسروه بخط الرمل للحساب ومعرفة ما يدل عليه

رسول کا قول کہ نبیوں میں ایک نبی کی لکیر پس تفسیر کی کہ خط رمل کی حساب اور اس علم کی دلیل کی و معرفت کے طور پر

شَرحُ صَحيح مُسْلِمِ میں قاضی عیاض نے لکھا ہے

وقال ابن عباس فی تفسیر هذا الحدیث : هو الخط الذی یخطه الحازی وهو علم قد ترکه الناس

ابن عباس نے اس حدیث کی تفسیر کی ہے کہ یہ خط وہ ہے جو الحازی لگاتا ہے اور یہ علم لوگوں نے ترک کر دیا ہے

لسان العرب میں الحازی پر ہے

هو الذی ینظر فی الأعضاء وفی خیلان الوجه یتکهّن ویقدر الأشیاء بظنه

الحازی وہ ہے جو الاعضاء کو دیکھے ... اور اس پر کہانت کرے

سیوطی کا قول ہے

وَمنا رجال یخطون کَانَ نَبِي من الْأَنْبِيَاء یخط فَمن وَافق فَذَاك قَالَ النَّوَوِيّ الصَّحِيح أَن مَعْنَاهُ من وَافق خطه فَهُوَ مُبَاح لَهُ وَلَكِن لَا طَرِيق لنا إِلَى الْعلم اليقيني بالموافقة فَلَا يُبَاح

نووی نے کہا کہ اس حدیث کا صحیح مطلب ہے کہ جس کی لکیر ان نبی جیسی ہوئی تو وہ مباح عمل ہے لیکن ہمارے پاس علم یقینی نہیں ہے کہ کہہ سکیں کہ لکیر مواقفت کر گئی ہے

ابن قیم یا العظیم آبادی کا عون المعبود شرح سنن إبي داود میں قول ہے

وَإِنَّمَا قَالَ النبي فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ وَلَمْ يَقُلْ هُوَ حَرَامٌ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کی لکیر ان نبی سے موافقت کر گئی پس آپ نے اس کو حرام قرار نہیں دیا

راقم کے سوالات ہیں

کیا علم غیب اکتسابی علم ہے ؟ کوئی نبی سکھا سکتا ہے ؟ لکیروں سے حاصل ہو سکتا ہے ؟

اس روایت میں اشارتا بیان کیا گیا ہے کہ علم غیب کوئی اکتسابی علم ہے جو لکیروں کو بنانے سے حاصل ہو سکتا ہے اس بنا پر روایت اور اس کی یہ تشریحات قابل قبول نہیں ہیں

اسناد دین ہیں

اس روایت کی دو سندیں ہیں – ایک سند میں مدلس يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ کا عنعنہ ہے

يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السَّلَمِيِّ،

دوسری سند امام مسلم نے دی

حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ، فَمَنْ وَافَقَ عِلْمَهُ، فَهُوَ عِلْمُهُ "

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نے فرمایا نبیوں میں ایک نبی تھے جس کی لکیر ان کی جیسی ہوئی پس اس نے ان کے علم کی موافقت کی اور وہ جان لے گے

اس سند میں عبد اللہ بن إبي لبید ہے – اس کا ذکر امام بخاری نے اپنی کتاب، الضعفاء الصغیر میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کا جنازہ تک صَفْوَان بن سلیم المتوفی 132ھ نے نہیں پڑھا

وَقَالَ الدَّرَاوِرْدِي لم يشْهد صَفْوَان بن سليم جنَازَته وَهُوَ مُحْتَمل

راقم کہتا ہے ایک سند میں مدلس کا عنعنہ ہے اور دوسری سند میں مختلف فیہ راوی ہے لہذا اس کو رد کرنا مناسب ہے

اشکال جانور غیب دیکھ سکتے ہیں ؟

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ، فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا، وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا»

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، نے فرمایا بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مرغ کو چختے یا بانگ دیتے سنو تو اللہ سے رزق طلب کرو کیونکہ اس نے فرشتے کو دیکھا ہے اور جب گدھے کی آواز سنو تو اللہ سے شیطان کی پناہ طلب کرو کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے

راقم کہتا ہے یہ روایت تو امام بخاری سے بڑے محدث ابن معین نے ہی رد کی ہوئی ہے

وفي «كتاب» الساجي: قال يحيى بن معين: جعفر بن ربيعة ليس بشيء ضعيف

دوسری سنن ابی داود میں ہے

حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: "قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ، وَنَهِيقَ الْحُمُرِ بِاللَّيْلِ، فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ فَإِنَّهُنَّ يَرَيْنَ مَا لَا تَرَوْنَ

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب کتے کا بھوکنا سنو اور گدھے کی آواز رات میں تو اللہ سے پناہ طلب کرو کیونکہ وہ وہ دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے

راقم کہتا ہے اس کی سند صحیح نہیں کیونکہ اس میں ابن اسحاق ہے جس کو امام مالک و ڈاکٹر عثمانی نے دجال قرار دیا ہے

مزید یہ کہ امام احمد نے اس کے راوی محمد بن إبراہیم التیمی کو رد کیا ہے

قال أحمد في حديثه شيء روى مناكير

لہذا یہ دونوں سندیں ضعیف ہیں

صحیح سند سے یہ بالکل معلوم نہیں کہ جانور غیب جانتے ہوں۔

علم جفر اور اہل بیت النبی

باطنی علوم کے نگہبان کے طور پر مسلمانوں میں مشہور کیا گیا کہ یہ خفیہ علوم اہل بیت النبی میں علی رضی اللہ عنہ سے ملے ہیں - بیان کیا جاتا ہے کہ اسلام میں خفیہ یا باطنی علوم اہل بیت النبی سے معلوم ہوئے - اس علم کا نام علم جفر رکھا ہوا ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ علم جفر علی رضی اللہ عنہ کو حاصل تھا- کتاب الکافی میں مذکور ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا ہے

عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن عبدالله بن الحجال، عن أحمد بن عمر الحلبي، عن أبي بصير قال: دخلت على أبي عبدالله عليه السلام فقلت له: جعلت فداك إني أسألك عن مسألة، ههنا أحد يسمع كلامي(1)؟ قال: فرفع أبوعبد عليه السلام سترا بينه وبين بيت آخر فأطلع فيه ثم قال: يا أبا محمد سل عما بدا لك، قال: قلت: جعلت فداك إن شيعتك يتحدثون أن رسول الله صلى الله عليه وآله علم عليا عليه السلام بابا يفتح له منه ألف باب؟ قال: فقال: يا أبا محمد علم رسول الله صلى الله عليه وآله عليا عليه السلام ألف باب يفتح من كل باب ألف باب قال: قلت: هذا والله العلم قال: فنكت ساعة في الارض ثم قال: إنه لعلم وما هو بذاك.قال: ثم قال: يا أبا محمد وإن عندنا الجامعة وما يدريهم ما الجامعة؟ قال: قلت: جعلت فداك وما الجامعة؟ قال: صحيفة طولها سبعون ذراعا بذراع رسول الله صلى الله عليه وآله وإملائه(2) من فلق فيه وخط علي بيمينه، فيها كل حلال وحرام وكل شئ يحتاج الناس إليه حتى الارش في الخدش وضرب بيده إلي فقال: تأذن لي(3) يا أبا محمد؟ قال: قلت: جعلت فداك إنما أنا لك فاصنع ما شئت، قال: فغمزني بيده وقال: حتى أرش هذا – كأنه مغضب – قال: قلت: هذا والله العلم(4) قال إنه لعلم وليس بذاك ثم سكت ساعة، ثم قال: وإن عندنا الجفر وما يدريهم ما الجفر؟ قال قلت: وما الجفر؟

قال: وعاء من أدم فيه علم النبيين والوصيين، وعلم العلماء الذين مضوا من بني إسرائيل، قال قلت: إن هذا هو العلم، قال: إنه

لعلم وليس بذاك.ثم سكت ساعة ثم قال: وإن عندنا لمصحف فاطمة عليها السلام وما يدريهم ما مصحف فاطمة عليها السلام؟ قال: قلت: وما مصحف فاطمة عليها السلام؟ قال: مصحف فيه مثل قرآنكم هذا ثلاث مرات، والله ما فيه من قرآنكم حرف واحد، قال: قلت: هذا والله العلم قال: إنه لعلم وما هو بذاك.

ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کیا یہاں کوئی اور شخص تو موجود نہیں ہے جو میری بات سن رہا ہو؟ امام جعفر صادق نے اپنے کمرے اور دوسرے کمرے میں پڑے ہوئے پردہ کو اٹھا کر دیکھا اور پھر فرمایا ابو محمد تمہیں جو کچھ پوچھنا ہو پوچھو؛ میں نے عرض کی میں آپ پر قربان جاؤں شیعہ ایک حدیث بیان کرتے ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) نے حضرت علی کو ایک علم کے باب کی تعلیم دی جس سے علم کے ہزار باب کھل گئے تھے پھر میں نے کہا خدا کی قسم کیا یہ کامل اور

حقیقی علم ہے، امام صادق کچھ دیر سوچتے رہے اور پھر فرمایا! وہ علم ہے لیکن پھر بھی وہ کامل علم نہیں ہے

پھر آپ نے فرمایا۔ ابو محمد ہمارے پاس جامعہ ہے لیکن لوگوں کو کیا پتہ کہ جامعہ کیا ہے؟ جواب میں آپ نے کہا: وہ ایک ایسی کتاب ہے جس کا طول (ہاتھ کی لمبائی) پیغمبر (ص) کے مطابق ستر ہاتھ لمبا ہے رسول خدا نے اسے املا کیا ور حضرت علی نے اسے لکھا، اس میں تمام حلال و حرام اور لوگوں کی جملہ دینی ضروریات حتیٰ کہ خراش لگانے کے جرمانہ تک کا ذکر ہے، پھر آپ نے اپنا ہاتھ میرے بدن پر مار کر فرمایا: ابو محمد کیا تم مجھے اس کی اجازت دیتے ہو؟

میں نے کہا؛ میں آپ ہی کا جزو ہوں آپ جو چاہیں انجام دیں آپ کو اس کا اختیار حاصل ہے، پھر آپ نے میرے جسم پر چٹکی کاٹی اور فرمایا کہ اس چٹکی کاٹنے کی دیت اور جرمانہ بھی جامعہ میں موجود ہے. آپ نے یہ الفاظ کہے اور آپ اس وقت غصے میں دکھائی دے رہے تھے، میں نے کہا خدا کی قسم ! یہ کامل علم ہے۔آپ نے فرمایا ! یہ علم ہے لیکن پھر بھی یہ کامل علم نہیں ہے، پھر آپ کچھ دیر تک خاموش رہے اور فرمایا: ہمارے پاس جفر ہے لوگ کیا جانیں کہ جفر کیا ہے ؟میں نے کہا کہ جفر کیا ہے ؟

آپ نے فرمایا: وہ چمڑے کا ایک مخزن ہے جس میں سابقہ انبیاء واوصیاء اور علمائے بنی اسرائیل کا علم ہے میں نے عرض کیا: یہ علم کامل ہے۔آپ نے فرمایا ! یہ علم ہے لیکن یہ بھی کامل علم نہیں ہے، پھر آپ کچھ دیر تک خاموش رہے اور فرمایا: وان عندنا لمصحف فاطمہ علیہا السلام؛

ہمارے پاس مصحف فاطمہ ہے لیکن لوگوں کو کیا پتہ کہ مصحفِ فاطمہ کیا ہے؟آپ نے فرمایا وہ ایک ایسا مصحف ہے جو تمہارے ہاتھوں میں موجود قرآن مجید سے تین گنا بڑا ہے خدا کی قسم اس میں تمہارے قرآن مجید کا ایک بھی حرف نہیں ہے؛

میں نے عرض کیا؛ کیا یہ کامل علم ہے ؟آپ نے فرمایا؛ یہ بھی علم ہے لیکن کامل علم نہیں ہے، پھر آپ کچھ دیر تک خاموش رہے اور فرمایا ہمارے پاس گزشتہ اور قیامت کے دن تک آنے والے حالات کا علم موجود ہے میں نے عرض کیا: یہ کامل علم ہے ؟آپ نے فرمایا؛ یہ بھی علم ہے لیکن کامل علم نہیں ہے میں نے پوچھا کہ کامل علم کیا ہے؟آپ نے فرمایا: علم کامل وہ علم ہے جو روزانہ دن رات میں ایک عنوان کے بعد دوسرے عنوان اور ایک چیز کے بعد دوسری چیز کے بارے میں سامنے آتا رہتا ہے اور جو قیامت تک ظاہر ہوتا رہے گا

اس کی سند میں عبداللہ بن الحجال ہے جو مجہول ہے

الکافی کی روایت ہے

عدة من إصحابنا، عن إحمد بن محمد، عن علی بن الحکم، عن الحسین ابن إبي العلاء قال: سمعت إبا عبدالله علیہ السلام یقول: إن عندی الجفر الابیض، قال: قلت: فاى شئ فیہ؟ قال: زبور داود، وتوراة موسی،

وإنجیل عیسی، وصحف ابراہیم علیہم السلام والحلال والحرام، ومصحف فاطمۃ، ماإزعم إن فیہ قرآنا، وفیہ ما یحتاج الناس إلینا ولا نحتاج إلی إحد حتی فیہ الجلدة، ونصف الجلدة، وربع الجلدة وإرش الخدش.

وعندی الجفر الاحمر، قال: قلت: وإی شئ فی الجفر الاحمر؟ قال: السلاح وذلک إنما یفتح للدم یفتحہ صاحب السیف للقتل، فقال لہ عبدالله ابن إبي یعفور: إصلحک الله إیعرف ہذا بنوا الحسن؟ فقال: إی والله کما

یعرفون اللیل إنہ لیل والنہار إنہ نہار ولکنہم یحملہم الحسد وطلب الدنیا علی الجحود والانکار، ولو طلبوا الحق بالحق لکان خیرا لہم.

الحسین ابن إبي العلاء نے کہا میں نے امام جعفر سے سنا وہ کہہ رہے تھے میرے پاس سفید جفر ہے—میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا داود کی زبور اور موسی کی توریت اور عیسیٰ کی انجیل اور ابراہیم کا مصحف ہے اور حلال و حرام ہے اور مصحف فاطمہ ہے میں یہ دعوی نہیں کرتا کہ اس میں قرآن ہے لیکن اس میں ہے وہ ہے جس کو لوگوں کو حاجت ہے اور ہمیں اس کی بنا پر کسی کی حاجت نہیں...اور میرے پاس جفر سرخ ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا: اسلحہ ہے جس سے خون کھولا جاتا ہے اور تلوار والا قتل کرتا ہے اس پر عبدالله ابن إبي یعفور نے امام

جعفر سے کہا الله اصلاح کرے اپ کو بنوا الحسن کی حرکت کا علم ہے؟ فرمایا ہاں الله کی قسم جیسے تم رات کو جانتے ہو کہ رات ہے اور دن کو کہ دن ہے لیکن انہوں نے حسد کو اور طلب دنیا

کو لیاہے اگر حق کو حق سے طلب کرتے تو اچھا ہوتا

اس کی سند میں الحسین ابن إبي العلاء الخفاف إبو علی الا عور یا الخصاف إبو علی الا عور ہے ـاس کا ایک نام إبو العلاء الحسین ابن إبي العلاء خالد بن طہمان العامری بھی بیان کیا جاتا ہے اس کا ایک

نام الزندجی إبو علی بھی بیان کیا گیا ہے

راقم کہتا ہے یہ شخص مجہول ہے ـالتحریر الطاووسی کے مولف حسن صاحب المعالم شیعہ عالم کا کہنا ہے

فیہ نظر عندی لتہافت الا قوال فیہ

اس راوی پر نظر ہے اس کے بارے میں بے شمار (متخالف) اقوال کی وجہ سے

یعنی اہل تشیع اس راوی کا تعین نہیں کر سکے ہیں اور تین نام کے مختلف قبائل کے لوگوں کو ملا کر ان کے علماء کا دعوی ہے کہ ایک شخص ہے ـحقیقت یہ ہے کہ اس کے بارے میں کوئی یقینی

قول نہیں کہ کون ہے

الکافی کی ایک اور روایت ہے

علي بن إبراهيم، عن محمد بن عيسى، عن يونس، عمن ذكره، عن سليمان بن خالد قال: قال أبوعبدالله

عليه السلام: إن في الجفر الذي يذكرونه(1) لما يسوؤهم، لانهم لا يقولون الحق(2) والحق فيه، فليخرجوا

قضايا علي وفرائضه إن كانوا صادقين، وسلوهم عن الخالات والعمات(3)، وليخرجوا مصحف فاطمة عليها السلام، فإن فيه وصية فاطمة عليها السلام، ومعه(4) سلاح رسول الله صلى الله عليه وآله: إن الله عزوجل يقول: " فأتوا بكتاب من قبل هذا أو أثارة من علم إن كنت صادقين

سلیمان بن خالد نے کہا امام جعفر نے مصحف فاطمہ نکالا جس میں فاطمہ کی وصیت تھی اور ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ کا اسلحہ تھا

اس کی سند میں عمن ذکرہ، لوگ مجھول ہیں

الکافی کی ایک اور روایت ہے

عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن عمر بن عبدالعزيز، عن حماد بن عثمان قال: سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: تظهر الزنادقة في سنة ثمان وعشرين ومائة وذلك أني نظرت في مصحف فاطمة

عليها السلام، قال: قلت: وما مصحف فاطمة؟ قال: إن الله تعالى لما قبض نبيه صلى الله عليه وآله دخل على فاطمة عليها السلام من وفاته من الحزن ما لا يعلمه إلا الله عزوجل فأرسل الله إليها ملكا يسلي غمها

ويحدثها، فشكت ذلك(1) إلى أمير المؤمنين عليه السلام فقال: إذا أحسست بذلك وسمعت الصوت قولي لي فأعلمته بذلك فجعل أمير المؤمنين عليه السلام يكتب كلما سمع حتى أثبت من ذلك مصحفا قال: ثم قال: أما إنه ليس فيه شئ من الحلال والحرام ولكن فيه علم ما يكون.

حماد بن عثمان نے کہا میں نے امام جعفر المتوفی ۱۴۵ھ کو کہتے سنا الزنادقہ سن ۱۲۸ میں ظاہر ہوئے اور اس وقت میں مصحف فاطمہ دیکھ رہا تھا — میں نے پوچھا یہ کیا ہے ؟ فرمایا جب اللہ تعالی نے اپنے نبی کی روح قبض کی وہ فاطمہ کے گھر میں داخل ہوئے اور وہاں رہے جس کو علم صرف اللہ کو ہے اس وقت اللہ نے ایک فرشتہ بھیجا جو ان کے غم کو دور کرے (علی کو اس پر خبر دیر سے ہوئی) اس پر علی نے شکوہ کیا اور کہا اگر مجھے احساس ہوتا اور (فرشتے کی) آواز سن لی ہوتی تو میں اس علم کو جان جاتا - پس علی نے وہ لکھا جو سنا (یعنی جو فرشتہ نے علم دیا اس کا آدھا پونا لکھا) اس کو مصحف میں ثبت کیا — امام جعفر نے کہا اس میں نہ صرف حلال و حرام ہے بلکہ اس کا علم بھی ہے جو ہو گا[1]

1

کہا جاتا ہے کہ سند میں حماد بن عثمان بن عمرو بن خالد الفزاری ہے — اس کا سماع امام جعفر سے نہیں ہے کیونکہ بصائر الدرجات کے مطابق یہ حماد بن عثمان اصل میں عمر بن یزید کی سند سے

امام جعفر سے روایت کرتا ہے دوم سند میں عمر بن عبد العزیز ابو حفص بن إبي بشار المعروف بزحل ہے قال النجاشی انہ مختلط - الفضل بن شاذان کا کہنا ہے ابو حفص یروی المناکیر - معلوم ہوا سند ضعیف ہے انقطاع بھی ہے

جادو گر کو معلوم ہوتا ہے خزانہ کہاں دفن ہے؟

پوشیدہ خزانہ کو معلوم کرنے کا جادو کی کتب میں طریقے لکھے ہوئے موجود ہیں- اس میں ایک امکان پوشیدہ ہے وہ یہ کہ شیطان نے کسی انسان کو چوری پر اکسایا، اس نے چوری کی اور مال دفن کر دیا- اب شیطان کو معلوم ہے کہ کہاں اس نے دفن کیا ہے کیونکہ اس نے وہ جگہ دیکھ لی تھی- شیطان انسانوں کے دل میں یا خواب میں القا کرتا ہے کہ خزانہ فلاں مقام پر مدفون ہے- پھر انسان کسی جادو گر کو تلاش کرتا ہے کہ وہ اس کی مدد کرے- اس طرح یہ سب دھندہ چل رہا ہے- شیاطین صرف بنی آدم سے دشمنی میں جادو گر کی مدد کرتے ہیں کہ ان کی مدد کی وجہ سے ضعیف الاعتقادی پیدا ہوتی ہے-

سلیمان علیہ السلام کے حکم پر جنات سمندر میں جاتے تھے- اغلباً وہ ان سے موتی وغیرہ حاصل کرتے تھے- سورہ انبیاء ۸۲ میں ہے

وَمِنَ الشَّيَاطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَـهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۖ وَكُنَّا لَـهُـمْ حَافِظِيْنَ

اور کچھ ایسے جن تھے جو دریا میں اس کے واسطے غوطہ لگاتے تھے اور اس کے سوا اور کام بھی کرتے تھے، اور ہم ان کی حفاظت کرنے والے تھے۔

سلیمان علیہ السلام کے لئے جنات کو تابع کیا گیا تھا- ساحر کے شرک کے بعد شیطان خود اپنی خدمات پیش کر دیتا ہے کہ وہ ساحر کا ہمزاد ہے، اس کے لئے کام کرے گا-

قبر پر چلہ کے فوائد

دور نبوی میں یہود اپنے علماء کے اقوال کو جمع کر رہے تھے -اس مجموعہ کو اب تلمود کہا جاتا ہے- قبر پر چلہ کشی کے فوائد میں سے ہے کہ اس کے ذریعہ مردہ لوگوں کی ارواح سے ملاقات ہو جاتی ہے- مسلمان سلفی فرقوں نے یہود کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے یہ مانا ہے کہ نیند میں زندہ کی مردہ روحوں سے ملاقات ہو سکتی ہے- صوفی فرقوں نے اس میں یہ بھی مانا کہ قبر پر جا کر وہاں سے فیض لیا جا سکتا ہے جس کو تصوف کے لٹریچر میں کشف قبور کہا جاتا ہے یعنی مدفون مردہ کی روح سے کشف غیب کرانا یا غیب کی خبر پانا-اس کو انگریزی میں

Necromancy

کہا جاتا ہے- اس لفظ پر لغت میں لکھا ہو گا کہ یہ جادو کی قسم ہے وغیرہ لیکن جادو پر کتب میں اس لفظ پر تعمق کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ اس سے مراد کشف قبر ہے- یونانی مذھب و یہود

Hellenistic Jews

میں یہ عمل معلوم تھا اور آجکل قبالہ والے یہودی اس پر عمل پیرا ہیں-

حشر دوم کے بعد، جب یہودیوں پر مصائب آئے اور وقت گزرتا گیا تو یہودیوں میں یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں علم روایت ضائع نہ ہو جائے اور فریسی دور (۵۳۶ ق م سے ۷۰ ب م) سے متعلق علم کھو جائے. اس ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے ربی یہودا ھناسی Yehuda haNasi (جن کو یہودا شہزادہ بھی کہا جاتا ہے) نے مشنا ۲۲۰ ب م میں مرتب کی. اس کے بعد مشنا کی شرح تقریبا ۴۰۰ ب م میں فلسطین میں لکھی گئی جس کو آج یروشلم تلمود بولتے ہیں.

دوسری شرح ۴۰۰ ب م سے ۶۰۰ ب م تک بابل میں لکھی گئی اور اس کو بابلی تلمود بولتے ہیں. ۵۷۰ ب م میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی. لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے یہود کے بارے میں جاننے کے لئے سب سے معتبر ذریعہ مشنا اور اس کی شرح تلمود ہے. یہ ثابت کرنے کے لئے کہ مردے انسانوں کے احوال سے واقف ہوتے ہیں تلمود میں احوال القبور بیان کیے گئے ہیں کہ [2]

It once happened that a pious man gave a denarius to a a bagger on the new year eve in the time of drought. His wife upbraided him so he went and spent the night in the cemetery. He heard two spirits conversing. One said to the other come friend let us wonder in the world and hear behind the curtain, what visitation is to befall the world. The other spirit replied I cannot because I am buried in a matting of reeds. But do you go and report me what you hear. She went and having wandered about, returned. The other asked, what did you hear friend, behind the curtain? She replied I heard that if one sows in the first rainfall the hail will smite it. This man there upon went and sowed in the second rainfall. The hail destroyed everybody's crops but not his. The following year he spent the new year's night in the cemetery, and heard the same two spirits conversing. One said to the other come let us wonder in the world and hear behind the curtain what visitation is to befall the World? The spirit replied have I not told you friend that I cannot because I am buried in a matting of the reeds? But do you go and come and tell me what you hear? She went and wandered about and returned the other spirit asked what did you hear behind the curtain that if one sows the second rainfall it be smitten by the blast. This man went and sowed the first rainfall. What everybody else sowed was smitten by the blast, but not his. His wife asked him, how is that

Order Zeraim, Berachoth 18b [2]

last year every bodies crop was destroyed by hail, but not yours and this year everybody's crop is blasted except yours? He told her the whole story[3]

ایک بار ایسا ہوا کہ ایک نیک آدمی نے نئے سال کے موقع پر فقیر کو دینار دیا جبکہ خشک سالی کا دور تھا۔اس کی بیوی نے اس پر ملامت کی اور وہ گھر سے چلا گیا کہ رات قبرستان میں گزارے۔اس نے وہاں دوروحوں کو باہم مخاطب سنا۔ ایک روح نے دوسری روح سے کہا کہ آو دوست دنیا میں گھومیں اور پردہ کے پیچھے سے سُنیں۔ دوسری روح نے جواب دیا میں یہ نہیں کر سکتا کیونکہ میں ایک چٹائی کے تنکے کے جوڑوں میں دفن ہوں۔ لیکن تم جاؤاور مجھے جو سنو اس کی رپورٹ دو۔پہلی روح گئی اور واپس آئی۔ دوسری روح نے پوچھا کہ دوست پردہ کے پیچھے کیا سنا؟اس نے جواب دیا میں نے سنا ہے کہ پہلی بارش کے اولے فصل تباہ کریں گے۔ یہ شخص وہاں سے واپس گیا اور دوسری بارش میں بویا۔ اولوں نے ہر ایک کی فصل کو تباہ کیا لیکن اس کو نقصان نہ ہوا۔اگلے سال اس شخص نے پھر نئے سال کی رات قبرستان میں گزاری اور دوبارہ دوروحوں کو باہم مخاطب سنا ایک روح نے دوسری روح سے کہا کہ آو دوست دنیا میں گھومیں اور پردہ کے پیچھے سے سُنیں کہ دنیاوالوں کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ روح نے جواب دیا یہ نہیں کر سکتا کیونکہ میں ایک چٹائی کے تنکے کے جوڑوں میں دفن ہوں؟ لیکن تم جا کر پتا کرو اور مجھے بتاو کیا تم نے سنا؟ وہ گئی اور گھومتی پھرتی رہی اور پہلی روح نے پوچھا کہ کیاآپ پردے کے پیچھے گئے؟ بولی: دوسری بارش میں جو بوئے گا وہ تباہ ہوگا۔ یہ شخص لوٹ آیا اور پہلی بارش میں بویا. لیکن جنہوں نے دوسری بارش میں بویا تھا وہ سب مارے گیے۔اس کی بیوی نے اس سے پوچھا کہ گزشتہ سال ہر شخص کی فصل تباہ ہوئی، مگر تمہاری فصل بچ گئی اور اس سال ہر شخص کی فصل مُرجھائی سوائے تمہاری؟اس شخص نے پوری کہانی بیوی کو بتائی

[3] Everyman's Talmud by Abraham Cohen, Schoken Publishers, 1995, pg 284-285

تلمود میں ایک دوسری حکآیت بھی بیان ہوئی ہے

Zeiri left a some of money incharge of his land lady. During the time he went to the school of his master and returned, she died. He followed her to the cemetery and asked her where is the money? She replied go and take it from beneath the door's socket in such and such place and tell my mother to send my comb and tube of eye paint through so-and-so who will arrive here tomorrow[4].

زیری نے اپنے گھر کی مالکہ کے پاس کچھ پیسے رکھوائے. اس دوران جبکہ وہ مدرسہ میں استاد کے پاس تھا مالکہ کا انتقال ہو گیا. وہ اسکے پیچھے قبرستان تک گیا اور اس (میّت) سے پوچھا کہ مال کہا ہے؟ بولی جاؤ جا کر دروازے کے ساکٹ میں فلاں جگہ سے نکال لو اور میری ماں کو بولو کہ کنگھا اور سرمہ فلاں کے ہاتھ بھیج دے جو کل آے گا

ایک اور حکایت سنئے اور سر دھنیے

The father of Samuel was entrusted with some money belonging to orphans at the time he passed away, Samuel was not with him. People called after him, son of consumer of the orphans' money. He went after his father to the cemetery and said to them, I want Abba. They replied there are many of that name here. He said to them, I want Abba, the father of Samuel where is he? They answered he has gone up to the heavenly seminary where the Torah is studied. In the meantime he noticed a former colleague named Lev, who was seated a part. He asked him, why do you sit a part? Why have you not gone up to the heavenly seminary? He replied I was told, the number of years you did not attend the seminary of R. Aphes, and caused him grief on that account, he will not permit you ascend to the heavenly

Everyman's Talmud by Abraham Cohen, Schoken Publishers, 1995, pg 286[4]

seminary. In the meanwhile his father arrived and Samuel noticed that he wept and laughed. He said to him why do you weep? He answered because you will soon come here. And why do you laugh? Because you are very highly esteemed, let them allow Levi to enter and they permitted him to enter. He asked his father, where is the orphans money? He replied go and take it from the enclosure of the mill. The upper and lower sums of money belong to us. The middle sum belongs to the orphans. He asked his father why did you act in this manner. He replied should thieves come to steal they would steal ours. Should the earth destroy, it would destroy ours[5].

سیموئیل کے باپ کو کچھ پیسوں کانگہبان بنایا گیا تھاجو تیموں کے لئے تھے . سیموئیل کے باپ کی وفات ہوئی اور اس وقت سیموئیل اس کے ساتھ نہیں تھا۔لوگ اس کے بعد سیموئیل کو یتیم کامال کھانے والے کابیٹا کہتے۔ سیموئیل اپنے والد کے قبرستان گیااور کہا، مجھے ابّا چاہیے ہیں۔ارواح نے جواب دیا یہاں اس نام کے بہت سے ہیں۔ سیموئیل نے کہامیں سیموئیل کا باپ چاہتا ہوں ، وہ کہاں ہے ؟ارواح نے جواب دیا کہ وہ آسمانی مدرسے کے لئے جہاں تورات کا مطالعہ ہے چلے گئے ہیں۔اس دوران سیموئیل نے محسوس کیاایک سابق ساتھی لاوی کی روح بھی وہاں ہے . سیموئیل نے اس سے پوچھاآپ کیوں دور بیٹھے ہیں ؟کیوں آپ آسمانی مدرسہ نہیں گئے ؟اس نے جواب دیا مجھے بتایا گیا ہے کہ، میں ربی افس کے مدرسے میں کئی سال غیر حاضر رہااور اس بناپر، وہ مجھے اجازت نہیں دے رہے کہ میں آسمانی مدرسے کے لیے چڑھ جاؤ، یہ غم اسی وجہ سے ہے۔اسی اثنامیں سیموئیل کے والد پہنچے اور سیموئیل نے محسوس کیاکہ وہ روتے اور ہنستے تھے۔اس نے پوچھاکہ آپ کیوں روتے کہا؟انہوں نے جواب دیا، کیونکہ تم جلد یہاں آؤگے ۔اورآپ کیوں ہنستے ہیں ؟کیونکہ تمہاری یہاں بہت عزت ہے تم لاوی کو داخل کرنے کے لیے اجازت دلاؤ. اورانہوں نے اجازت دے دی۔ سیموئیل نے اپنے والد سے پوچھاکہ تیموں کی رقم کہاں ہے ؟کہا: جاؤ دیوار سے لے لو۔پیسے کی بالائی و

Everyman's Talmud by Abraham Cohen, Schoken Publishers, 1995, pg 286-287[5]

زیریں رقوم ہم سے تعلق رکھتی ہیں۔ درمیانی رقم سے تیموں کا تعلق ہے۔ سیموئیل نے پوچھا: کیوں آپ اس انداز میں عمل کرتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا چور، چوری کرنے کے لیے آیئں تو وہ ہمارا مال چوری کریں۔ زمین تباہ کرے تو یہ ہمارے مال کو تباہ کرے۔

غیر یہودیوں کے لئے جہنم میں عذاب کی حکایت بیان کی گئی

A tradition exist to the effect that the sufferers in Gehinnom enjoyed a respite every Sabbath. It is mentioned in a dialogue between the Roman governor, Tineius Rufus and R. Akiba[6]. The Roman asked, how is the Sabbath different from any other day? The Rabbi retorted, how are you a Roman official different from any other man? Rufus said the Emperor was pleased to honour me; and Akiba replied: Similarly the Holy One the blessed be He, was pleased to honour the Sabbath. How can you How can you prove that to me? Behold the river Sabbatyon carries stones as it flows all the days of the week but it rests on Sabbath. To a distant place you lead me! Akiba said, Behold a necromancer can prove it because the dead ascend all the days of the week but not on Sabbath. You can test my statement by your father. Later on Rufus had occasion to call up his father's spirit. It ascended everyday of the week but not on Sabbath. On Sunday he caused him to ascend and asked, have you become a Jew since your death? Why did you come up every day of the week but on the Saturday? He replied Whoever does not observed the Sabbath with you on Earth does so voluntarily, but here he is compelled to keep the Sabbath.[7].

[6] R. Akiva (d. 135 AD)

[7] Everyman's Talmud by Abraham Cohen, Schoken Publishers, 1995, pg 382

ایک روایت موجود ہے کہ سبت کے دن، جہنم میں کچھ مہلت ملتی ہے۔اس حکایت کا رومی گورنر ٹانییوس روفس اور ربی عقبہ کے درمیان ایک مکالمے میں ذکر کیا گیا ہے۔ رومی گورنر نے پوچھا: کس طرح سبت کا دن کسی بھی دوسرے دن سے مختلف ہے؟ ربی عقبہ بولے، آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ایک رومن اہلکار کسی دوسرے انسان سے مختلف ہے؟ روفس نے کہا کہ بادشاہ میری عزت افزائی کر کے راضی ہے۔ ربی عقبہ نے جواب دیا: اسی طرح پاک، مبارک ذات (اللہ) اس سبت کی عزت سے راضی ہے۔ روفس نے کہا کس طرح؟ کس طرح یہ ثابت کر سکتے ہیں؟ ربی نے جواب دیا> ایسے کہ سبباتیاون ہر روز، پتھروں کے ساتھ بہتا ہے لیکن سبت کو نہیں۔ (اس بحث میں آپ مجھے) ایک دور دراز جگہ لے گئے، عقبہ بولے ! میری بات کی تایید ایک ساحر کر سکتا ہے کہ مردے آسمان پر ہفتہ کے تمام ایام چڑھ سکتے ہیں سوائے سبت کے. آپ روفس اپنے والد سے پتا کر سکتے ہیں۔ بعدازاں روفس کا اپنے باپ کی روح سے رابطہ کرنے کا موقع ملا۔ یہ ہر روز چڑھ سکتی تھی سوائے سبت کے۔ روفس نے اپنے باپ سے پوچھا، آپ اپنی موت کے بعد سے کیا یہودی بن چکے ہیں؟ آپ ہفتہ میں ہر روز آئے لیکن سبت کو کیوں آئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا جو شخص سبت کے دن زمین پر مناتا ہے، تو وہ یہ رضاکارانہ طور پر کرتا ہے، لیکن یہاں وہ سبت کا دن رکھنے پر مجبور ہے۔

ارواح، مسلمانوں کو راہ دکھاتی ہیں، شاہ ولی اللہ (المتوفی ١١٧٦ھ) انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں ص ١١٣/١١٤ لکھتے ہیں

کشف القبور کا طریقہ:

ذکر کشف قبور جان کہ ذکر کشف قبور کے واسطے اول جب مقبرہ میں ائے دوگانہ ان بزرگ کی روح کے واسطے پڑھے سورہ فتح یاد ہو پہلی رکعت میں پڑھے اور دوسری میں سورہ الخلاص اور نہیں تو ہر رکعت میں پانچ پانچ بار اخلاص پڑھے اور پھر قبلہ کیطرف پیٹھ کر کے بیٹھے اور ایک بار آیتہ الکرسی اور بعضی سورتیں جو زیارت کے وقت پڑھتے ہیں جسے سورہ الملک اور اسکے بعدہ قل کہے بعد فاتحہ کے گیارہ بار سورہ الخلاص پڑھے اور ختم کرے اور تکبیر کہے بعدہ سات دفعہ طواف (قبر) کرے اور اسمیں تکبیر پڑھے اور شروع دائیں طرف سے کرے اور پھر پاؤں کی طرف رخسار رکھے اور

نزدیک میّت کے منہ کے بیٹھے اور کہے یارب اکیس دفعہ بعدہ اول طرف آسمان کے کہے یاروح الروح جب تک کہ انشراح پائے یہ ذکر کرے انشاء اللہ تعالی کشف قبور و کشف الارواح حاصل ھوگا

طریقہ واردات میں دونوں گروہ ایک ہیں- فرق صرف مذھب ہے

غیر مرئی مخلوقات دیکھ پانا

تلمود میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ روحانی مخلوق غیر مرئی ہیں, لیکن ایک عمل کے بعد انہیں دیکھ سکتے ہیں[8]

Who wishes to perceive their footprints should take sifted ashes and sprinkle them around his bed. In a morning he will see something resembling the footprints of cock. Who wishes to see them should take ……. Roast it in fire, pulverize it then fill his eyes with it and he will see them.. rabbi did that.. [9].

جو ان کے قدموں کے نشان دیکھنا چاہتا ھو اسے چاہیئے کہ چھنی ہوئی راکھ لے اور اسے اپنے بستر کے ارد گرد چھڑکے ۔ صبح میں اس کو کچھ مرغ کے پاؤں سے ملتے جلتے نشانات نظر آیئں گے۔ جو ان کو دیکھنا چاہے وہ لے ...(ان چیزوں کو) آگ میں بھونے اور اس کو پیسے اور اس کے اجزاء کو اپنی آنکھیں پر ملے .. وہ ان روحانی مخلوقات کو دیکھیں گے ... ایک ربی ایسا کیا تھا...

اشرف علی تھانوی اپنی کتاب اعمال القرانی میں ص ۵۴ پر روحانی اشخاص کو دیکھتے کا اسی طرز کا ایک نسخہ بتاتے ہیں

جو شخص دفینہ وخزانہ پر مطلع ہو نا چاہے تو ان آیتوں کو تانبے کے برتن پر مشک وزعفران سے لکھے پھر ہلیلہ زرد وآب طوبہ میوہ سبز سے اس کے حروف دھو کر سیاہ مرغی کا پتہ یا سیاہ بطخ کا پتہ اور پانچ مثقال سرمہ اصفہانی لے کر اس پانی میں ملا کر خوب باریک پیسے حتیٰ کہ وہ باریک سرمہ ھو جاوے اور رات کے وقت پیسا کرے تاکہ اس پر دھوپ نہ پڑے جب

---

[8] Order Zeraim, Berachoth, 69

[9] Everyman's Talmud by Abraham Cohen, Schoken Publishers, 1995, pg 262

سرمہ بن جائے کانچ کی شیشی میں رکھ کر اور آبنوس کی سلائی سے اسکا استعمال اسطرح کرے کہ اول جمعرات کے دن روزہ رکھے جب نصف شب کا وقت ھو درود شریف پڑھے اور آیات موصوفہ ستر بار پڑھے اور ستر بار استغفار پڑھے پھر ستر مرتبہ درود شریف پڑھے اور اسی سلائی سے دونوں آنکھوں میں تین تین بار سلائی اس سرمہ کی لگاوے اور داہنی آنکھ میں پہلے لگاوے اسطرح سات جمعرات تک کرے کہ دن میں روزہ رکھے اور رات کو درود شریف و آیات پڑھے اور سرمہ لگاوے اس شخص کو اشخاص روحانیہ نظر آویں گے ان سے جو کچھ پوچھنا ھو پوچھ لے